عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد ۴۱ | ۴ تا ۱۰ صفر المظفر ۱۴۴۴ھ مطابق یکم تا ۷ ستمبر ۲۰۲۲ء | شمارہ ۳۳

یوم ختم نبوت

تجدید عہد کی ضرورت

علامہ اقبالؒ اور قادیانیت

معاشی بحران سے کیسے نمٹا جائے؟

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

کٹے ہوئے بالوں اور ناخنوں کا حکم

س:...... میں اپنے داڑھی کے کٹے ہوئے بالوں کو بیت الخلاء میں پھینک دیتا ہوں، مگر پتہ چلا ہے کہ داڑھی کے یا سر کے بالوں کو اس طرح نہیں پھینکنا چاہئے بلکہ انہیں مناسب طریقہ سے کہیں ڈالنا چاہئے؟ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

ج:...... کٹے ہوئے ناخن اور بالوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ انہیں جمع کر کے کسی مناسب جگہ دفن کر دینا چاہئے، اگر دفن کرنا مشکل ہو رہا ہو تو کسی ایسی محفوظ جگہ ڈال دیں، جہاں بے ادبی نہ ہو مگر نجس اور گندی جگہ ڈالنے سے اجتناب کرنا چاہئے، کیونکہ اس سے بیمار ہو جانے کا اندیشہ بھی ہے۔

”فاذا قلم اظفاره اوجز شعره ينبغي ان يدفنه فان رمى به فلا بأس وان القاه في الكنيف اوفي المغتسل كره لانه يورث وهم۔“ (فتاویٰ شامی، ج:۴، ص:۲۳۹)

گھریلو خرچہ کے لئے دی ہوئی رقم کی حیثیت

س:...... اگر شوہر اپنی بیوی کو گھر چلانے کے لئے خرچہ دے اور بیوی ان پیسوں میں سے بچا کر زیور بنالے یا نقدی جمع کر لے تو کیا یہ شوہر کی ملکیت ہوگا یا بیوی کی؟ بیوی کے انتقال کے بعد اس کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟

ج:...... شوہر اپنی بیوی کو گھر کے انتظام کے لئے جو رقم دیتا ہے، اگر وہ اس نیت کے ساتھ دی تھی کہ بیوی سے اس کا کوئی حساب نہیں لوں گا جو کچھ بچ جائے وہ بیوی کا ہو تب تو اس بچی ہوئی رقم سے خریدا ہوا زیور بیوی کی ملکیت ہوگا، یہی حکم نقدی کا بھی ہے، لہٰذا بیوی کے انتقال کے بعد یہ زیور یا یہ نقدی ترکہ میں شامل ہو کر اس کے تمام شرعی ورثا میں ان کے حصوں کے بقدر تقسیم ہوگا اور اگر شوہر نے بیوی کو حساب کتاب کا پابندی کیا ہوا تھا کہ وہ حساب رکھے اور جو رقم بچے وہ واپس کرے تو پھر یہ زیور اور یہ نقدی شوہر کی ملکیت ہے اور اگر شوہر نے بیوی کو ہبہ نہیں کیا تو وہ بیوی کے انتقال کے بعد واپس لے سکتا ہے اور یہ ترکہ میں تقسیم نہیں ہوگا۔

پرائز بانڈ کا انعام

س:...... پرائز بانڈ پر جو انعام ملتا ہے، وہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی لے تو اس رقم کو کہاں خرچ کرے؟ کس کو دے؟

ج:...... مروجہ انعامی بانڈ پر جو انعام ملتا ہے اس کے بارے میں تحقیق ہے کہ یہ سود اور جوئے کا مجموعہ ہے، لہٰذا یہ انعام وصول کرنا شرعاً حرام ہے۔ البتہ غلطی سے اگر رقم وصول کر لی گئی ہو تو اپنی اصل رقم کے علاوہ باقی ساری رقم بغیر ثواب کی نیت کے کسی مستحق زکوٰۃ پر صدقہ کرنا ضروری ہے، اگر اپنا کوئی قریبی مستحق زکوٰۃ ہو تو اس کو بھی یہ رقم دی جاسکتی ہے۔

س:...... کیا شیئرز خرید کر کسی کمپنی میں حصہ دار بننا اور نفع حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... اگر کسی ایسی کمپنی کے شیئرز خریدے جائیں جو خلافِ شرع کام نہ کرتی ہو تو شیئرز خریدنے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

مجلسِ ادارت
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۱ ۴تا۱۰ر صفر المظفر ۱۴۴۴ھ، مطابق یکم تا ۷ر ستمبر ۲۰۲۲ء شمارہ:۳۳

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری
مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا
مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
معاون مدیر
عبداللطیف طاہر
قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ
سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا
تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مہنگائی اور معاشی بحران سے کیسے نمٹا جائے؟	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء... قومی اسمبلی کا تاریخ ساز فیصلہ	۹	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
۷ر ستمبر... یوم تحفظ ختم نبوت	۱۳	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
یوم تحفظ ختم نبوت... تجدید عہد کی ضرورت	۱۶	مولانا قاضی احسان احمد
علامہ اقبالؒ اور قادیانیت	۱۸	جناب محمد متین خالد
عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور اسوۂ نبوی (۲)	۲۲	مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ
عیسائی پادریوں سے چند سوالات (۱۲)	۲۴	مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۵	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۴

۷....اسی سال حضرت علی (کرّم اللہ وجہہ) حضرت ابوبکرؓ کے بعد اِسلام لائے، اور ایک قول کے مطابق حضرت ابوبکرؓ سے پہلے۔ پہلا قول مشہور بھی ہے اور صحیح بھی، اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حضرت علی (کرّم اللہ وجہہ) بعثت کے دُوسرے دن منگل کو اِسلام لائے ہیں۔ نیز خیثمہ وغیرہ نے حضرت علیؓ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ: ’’ابوبکر مجھ سے اسلام میں سبقت لے گئے‘‘ پھر یہ کہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ بالاتفاق نابالغ بچے تھے، ۱۰ برس، ۸ برس یا ۵ برس ان کی عمر تھی، دس برس کا قول صحیح اور معتمد ہے، کیونکہ کتبِ سیر وتاریخ میں مفصل مذکور ہے کہ میلادِ نبوی کے تیس سال بعد ان کی ولادت ہوئی۔

۸:...اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنّیٰ (لے پالک) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب حضرت زید بن حارثہ بن شراحیل الکلبی نے اسلام کی دعوت کو قبول کیا، ان کا اسلام حضرت علی بن ابی طالب (کرّم اللہ وجہہ) کے بعد تھا۔

۹:...اسی سال بہت سے سابقین فی الاسلام: حضرت عثمان، حضرت زبیر بن عوام، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم وغیرہ اسلامی برادری میں داخل ہوئے۔ مذکورۃ الصدر پانچوں اکابر نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اِسلام قبول کیا، اور آپؓ ہی نے انہیں دربارِ نبوّت میں پیش کیا۔

۱۰:...اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذِّن حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے، آپؓ کو اسلام کا سب سے پہلا مؤذِّن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ان کی والدہ ماجدہ حمامہ بھی مسلمان تھیں، والدہ کی نسبت سے انہیں ’’بلال بن حمامہ‘‘ بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت بلال بنوجمح کے ایک مشرک قبیلے کے غلام تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں نو اوقیہ کے عوض خرید کر فی سبیل اللہ آزاد کردیا تھا، اس لئے آپ ’’مولیٰ ابی بکرؓ‘‘ کہلاتے تھے۔

۱۱:...اسی سال عامر بن فہیرہ اسلام لائے، یہ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ تھے۔

۱۲:...اسی سال حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جن کا اسم گرامی ’’جندب بن جنادہ‘‘ ہے، مشرف باسلام ہوئے، اسلام میں ان کا پانچواں یا چوتھا درجہ ہے۔

۱۳:...اسی سال ان سے چند دن پہلے ان کے برادرِ اکبر حضرت انیس بن جنادہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے، اسلام لانے کے بعد دونوں بھائی اپنی قوم بنی غفار میں واپس چلے گئے، یہ قبیلہ حرمین شریفین کے درمیان آباد تھا، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خندق سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ ہجرت کر آئے، اور وصالِ نبوی تک وہیں قیام رہا۔

۱۴:...اسی سال اُمیہ بن خلف کے ایک غلام ابوفُکَیْہَہؓ مسلمان ہوئے، حضرت بلالؓ اور یہ دونوں ایک ہی دن مسلمان ہوئے۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

مہنگائی اور معاشی بحران سے کیسے نمٹا جائے؟!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جغرافیائی اعتبار سے ہمیں بہترین زرخیز ملک اور خطہ عطا کیا ہے، جو بے بہا نعمتوں سے مالا مال ہے۔ سونا، چاندی، تانبے کے علاوہ دیگر قیمتی دھاتوں کے خزانے اس میں مدفون ہیں۔ نایاب قیمتی پتھر اور ہیرے جواہرات کی فراوانی ہے۔ تیل، گیس اور کوئلہ کی کمی نہیں۔ دریا، نہریں اور آب پاشی کا نظام موجود ہے، جس کی بنا پر زرخیز زمین سونا اگل رہی ہے۔ کون سا پھل اور کونسی زرعی جنس ہے جو پاکستان میں نہیں اُگتی۔ پاکستانی قوم محنت کش اور جفاکش قوم ہے۔ پاکستانی قوم کا شمار دنیا کی ذہین ترین قوموں میں ہوتا ہے۔ اس کے باوجود ملک میں اقتصادی اور معاشی عدمِ استحکام نے ایک بحران کی شکل اختیار کرلی ہے، جس سے عوام میں فکری انتشار کی کیفیت پیدا ہوچکی ہے۔ حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف ایک دوسرے کو اس صورت حال کا ذمہ دار قرار دے رہے ہیں۔ دوسری طرف اخبارات، الیکٹرونک میڈیا اور خصوصاً سوشل میڈیا جلتی پر تیل کا کام کررہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیسے اس عظیم مملکت کی معیشت تباہ ہوئی، کیسے اس ملک کو قرضوں میں جکڑ دیا گیا اور ان قرضوں کی رقم کہاں خرچ ہوئی؟ ملکی وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود اس قوم نے کشکول کیوں ہاتھ میں پکڑا؟

اس کا آسان سا جواب یہ ہے کہ حکمران طبقے کو جو مراعات وسہولیات میسر ہیں اور جس قسم کی وہ پُر آسائش زندگی گزار رہا ہے، وہ تمام کا تمام عوام کے ٹیکسوں کی رقم کی بدولت ہی ہے۔ ہوا یہ کہ جب حکمران طبقے کو ٹیکسوں سے ان سہولیات اور مراعات کے لیے مطلوبہ رقم نہ ملی تو وہ مقامی اور عالمی مالیاتی اداروں سے قرض لینے لگا، تاکہ حکومتی اخراجات پورے ہوسکیں۔ عوام کی فلاح اور بہبود کے نام پر لی گئی امداد اور قرض کو ’’اوپر کی آمدنی‘‘ سمجھ کر حکمران طبقہ پھلنے اور پھولنے لگا۔ اس نے خود کو مراعات یافتہ بنالیا اور اور اپنے آپ کو اَن گنت سہولیات دے ڈالیں۔ بتدریج حکمران طبقے نے اپنا معیارِ زندگی بلند رکھنے کی خاطر قرضوں اور امداد کی رقم کو استعمال کرنا اپنا وتیرہ بنالیا۔ آج یہ عالم ہے کہ سرکاری خزانے سے لاکھوں روپے ماہانہ لینے والے ارکانِ اسمبلی، وزیر، مشیر، سرکاری افسر، ججوں وغیرہ کو مفت پٹرول، بجلی، گیس، رہائش، سیکورٹی اور فضائی ٹکٹ وغیرہ ملتا ہے۔ وہ مختلف قسم کی مراعات وسہولیات سے مستفید ہوتے ہیں، جبکہ پچیس ہزار روپے کمانے والا ایک عام پاکستانی ہر قسم کا ٹیکس ادا کرتا ہے۔ مہنگائی اور بیروزگاری سے عوام پریشان ہیں، یہ سراسر بے انصافی ہے، جس کی بنا پر ملک میں سیاسی افراتفری، غیر یقینی صورت حال، عدمِ تحفظ، عدمِ استحکام اور انتشار عروج پر ہے۔ بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان تمام معاملات اور واقعات کے پیچھے بین الاقوامی سازش، عالمی منافع خوری، یہودی سٹے بازوں اور ملک دشمن عناصر کی چال ہے۔ وہ چاہتے ہیں

کہ پاکستان معاشی طور پر دیوالیہ ہوجائے اور مسلمانوں کی عزت وناموس خاک میں مل جائے۔اس معاشی اور اقتصادی بحرانی صورت حال سے نکلنے کے لیے بلاتفریق ہم سب کو چند کام کرنا بہت ضروری ہوں گے:

۱:... ہم سب کو اپنے ملک سے محبت کے عہد کی تجدید کرنا ہوگی، اس لیے کہ ملک ہے تو ہم سب ہیں، اگر خدانخواستہ ملک غیر مستحکم ہوا یا اسے کچھ ہوگیا تو محفوظ کوئی بھی نہیں رہے گا۔اگر ملکی آزادی کی قدر معلوم کرنی ہے تو اپنے ہمسایہ ملک افغانستان سے معلوم کریں، جنہوں نے مسلسل چالیس سالوں تک بیرونی استعماروں کے خلاف قربانیاں دے کر آزادی حاصل کی اور آج وہ آزادی کا سانس لے رہے ہیں اور کسی ملک کے مقروض نہیں۔

۲:... ہم سب کو خلوصِ نیت سے اس ملک کی ترقی اور استحکام کے لیے اپنے اپنے دائرہ کار میں سادگی، صداقت، امانت اور دیانت کا پاس رکھتے ہوئے محنت، جدوجہد اور کوشش کرنا ہوگی۔آج جو ممالک ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ہیں، ان کی حکومت اور قوم نے اپنا مقصد، نصب العین اور رُخ ایک متعین کرکے محنت اور کوشش کی، تو وہ منزلِ مقصود اور مراد تک پہنچ سکے، اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ ہم سب ملکی ترقی کے لیے یہ کام کریں، تو ان شاء اللہ! بہت جلد ترقی پذیر ممالک میں ہمارا نام بھی شامل ہوجائے گا۔

۳:... تمام سیاسی جماعتوں کو چاہیے کہ وہ آپس میں مل بیٹھ کر اتفاق سے ’’میثاقِ معیشت‘‘ مرتب کریں کہ حکومت جس پارٹی کی بھی ہو، اس میثاقِ معیشت پر کام برابر جاری رہے گا اور جو حکومت بھی اس کے خلاف کرے گی، قانوناً وہ مجرم قرار پائے گی اور آئین میں اس کی سزا تجویز کی جائے۔تمام جماعتیں میثاقِ معیشت میں یہ طے کرلیں کہ وطن عزیز سے جس طرح قانونی عدالتی طور پر سود کو حرام اور ممنوع قرار دیا ہے، اسی طرح سرکاری، انتظامی اور بینکاری سطح پر بھی ممنوع قرار دیں۔

۴:... سیاسی جماعتوں کو چاہیے کہ ملکی ترقی کے تناظر میں اپنی اپنی جماعت کی ترجیحات اور پالیسیاں بنائیں۔بیرونی مفادات یا ان کے منظورِ نظر ہونے کے لیے کوئی پالیسی نہ بنائیں، انہی چیزوں نے ہمارے ملک کو آج تک ترقی سے روک رکھا ہے۔

۵:... افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومتی افراد کے بالا طبقے سے لے کر ایک ادنیٰ ملازم تک رشوت اتنا عام ہوگئی ہے کہ ہر ایک اس کے لینے کو اپنا حق سمجھتا ہے، حتیٰ کہ سروس مکمل کرنے والے کو گورنمنٹ سے ملنے والے الاؤنس، جمع شدہ واجبات اور پنشن اس وقت تک نہیں مل سکتی، جب تک کہ وہ اسی ادارہ کے اسی کام پر مامور افسران اور کلرکوں کو اپنی جائز کمائی کا ایک حصہ نہ دے۔ان میں رشوت اتنا رچ بس گئی ہے کہ جب تک رشوت نہیں دیں گے، کسی ادارہ سے کام ہونا ممکن نہیں۔اور اگر منہ مانگی رشوت کوئی دے گا تو صرف جائز ہی نہیں، بلکہ اس کا ناجائز کام بھی ہوجائے گا۔آپ ہی بتائیں اس صورت میں کسی ملک کی بھی سیکورٹی یا سلامتی محفوظ رہ سکتی ہے؟ آج ہمارے ملک کے مقروض ہونے کی ایک بڑی وجہ رشوت ہے، جب سرحدات سے آنے والے مال کی ڈیوٹی نہیں لی جائے گی یا برائے نام لی جائے گی، اس سے ملکی خزانہ کمزور نہیں ہوگا تو کیا ہوگا؟ لیکن راشی افسران اس سے طاقتور ہوتے رہیں گے، جیسا کہ ہمارے ملک کا ایک بہت بڑا المیہ یہ بھی ہے۔

۶:... تمام ملکی ادارے چاہے عدلیہ ہو، اسٹیبلشمنٹ ہو، بیوروکریسی ہو، یا کوئی اور، اپنے اندر سے افتراق، انتشار، گروپ بندی یا اپنی پسند اور ناپسند کو ختم کریں، اس سے پورا ملکی ڈھانچہ ہل کر رہ گیا ہے، جیسا کہ آج کی فضا میں ہر عام وخاص کی زبان پر یہ موجود ہے، کوئی کہتا ہے فلاں پارٹی کو فلاں ادارے کی سپورٹ ہے، فلاں فلاں جج فلاں فلاں پارٹی کے حق میں فیصلے دیتے ہیں، اس طرح کی سوچ ملکی اداروں سے عوام کے اعتماد کو متزلزل کردیتی

ہے، اس سوچ کا جتنا جلد ہو سکے خاتمہ ہونا چاہیے۔

۷:...چونکہ ہمارا ملک‘ زرعی ملک ہے، اور زراعت کی ترقی پانی کے بغیر ممکن نہیں، اس لیے پانی کے ذخیرہ کے لیے زیادہ سے زیادہ ڈیموں کا ہونا بہت ضروری ہے اور ساتھ ہی زرعی پیداوار کی ترقی اور منڈیوں تک اس کا باحفاظت پہنچانے کا خاطر خواہ انتظام ہونا بہت ضروری ہے، ان شاء اللہ! اس سے جہاں روزگار میں اضافہ ہوگا، وہاں مہنگائی بھی ختم ہو جائے گی۔

۸:...بے جا خرچ ہونے والی سرکاری رقوم پر کنٹرول کر کے سرکاری قرضوں کی وصولی کو یقینی بنایا جائے، آج تک جتنا لوگوں نے سرکاری قرضے حیلے بہانوں سے معاف کرائے ہیں، اور آج وہ قرضے واپس کرنے کی پوزیشن میں ہیں تو ان تمام لوگوں سے وہ رقوم واپس لی جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ملکی معیشت کو ہر سطح پر سود سے پاک کرنے کی جلد از جلد کوشش کی جائے، اس سے بھی ملکی معیشت کو بہت زیادہ سنبھالا ملے گا۔

۹:...سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمارا حکمران اور مقتدر طبقہ قیامِ پاکستان سے لے کر آج تک نظریۂ پاکستان کے نفاذ میں مجرمانہ غفلت اور پہلوتہی کرتا آیا ہے، جبکہ آج بھی ہر حلف میں چاہے صدر، وزیر اعظم یا وزیر اعلیٰ کا ہو یا کسی وزیر کا، اس میں عہد لیا جاتا ہے کہ ”میں اسلامی نظریہ جو کہ پاکستان کی اَساس ہے، اس کی حفاظت کروں گا اور اس کے لیے کوشاں رہوں گا۔“ لیکن آج تک کسی نے اس کی پاسداری نہیں کی۔ کیا یہ آئین کی خلاف ورزی نہیں؟! اس لیے ضرورت ہے کہ اسلامی نظام کے نفاذ میں خلوصِ نیت سے عملی کوشش شروع کرنا چاہیے، اس سے ان شاء اللہ! جہاں بہت ساری خرابیوں کا سدِ باب ہو جائے گا، وہاں اللہ تعالیٰ کا کرم اور مدد بھی شاملِ حال ہو جائے گی، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

”وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُواْ التَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيهِم مِّن رَّبِّهِمْ لأكَلُواْ مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِم مِّنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاء مَا يَعْمَلُونَ۔“(المائدہ:۶۶)

ترجمہ: ”اور اگر بے شک وہ قائم رکھتے تورات اور انجیل کو اور جو نازل کیا گیا ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے، ضرور وہ کھاتے (اللہ کا رزق) اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے، ان میں سے ایک گروہ میانہ رو ہے اور بہت سے ان میں ایسے ہیں کہ برا ہے جو وہ عمل کرتے ہیں۔“

۱۰:...اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے مختلف انواع و اقسام کی جو نعمتیں ہمیں عطا کر رکھی ہیں، چاہے دینی ہوں یا دنیوی، ان نعمتوں کا اپنے قول اور عمل سے ہر موقع پر شکر ادا کرتے رہنا چاہیے اور ناشکری سے ہمیشہ بچتے رہنا چاہیے، کیونکہ ناشکری کرنے سے نعمتوں کے چھن جانے کا اندیشہ رہتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک بستی والوں کا تذکرہ کیا ہے:

”وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَداً مِّن كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُواْ يَصْنَعُونَ۔“(النحل:۱۱۲)

”ترجمہ: ”اور اللہ تعالیٰ ایک بستی والوں کی حالتِ عجیبہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ (بڑے) امن و اطمینان میں (رہتے) تھے (اور) ان کے کھانے پینے کی چیزیں بڑی فراغت سے ہر چہار طرف سے ان کے پاس پہنچا کرتی تھیں، سو انھوں نے خدا کی نعمتوں کی بے قدری کی، اس پر اللہ تعالیٰ نے اُن کو ان حرکات کے سبب ایک محیط قحط اور خوف کا مزا چکھایا۔“

بہر حال اب وقت ہے کہ ملکی معیشت کو سنبھالا دیا جائے اور سنجیدگی سے روپے کی گرتی ہوئی قدر کو روکا جائے اور ملک وقوم کی خیر خواہی کے جذبہ کے تحت قومی خزانہ کو امانت سمجھتے ہوئے اس کے تحفظ کے لیے ممکنہ اقدامات کیے جائیں۔

سیلاب زدگان کی دادرسی کیجیے

ملک کے طول وعرض میں حالیہ بارشوں نے سیلابی طوفان کی صورت اختیار کرلی، جس میں صوبہ پنجاب کے چند اضلاع اور صوبہ کے پی کے اور بلوچستان کے اکثر اضلاع اس کی زد میں آئے ہیں، مثلاً چمن، خضدار، لسبیلہ اور جھل مگسی سمیت ان کے آس پاس کے علاقوں میں بہت زیادہ تباہی اور سنگین صورت حال ہے۔ قدرتی آفات سے نمٹنے کے صوبائی ادارے پی ڈی ایم اے کی جانب سے ۲۶/ جولائی تک کیے جانے والے اعداد وشمار کے مطابق ۱۳/ جون سے اب تک مجموعی طور پر ایک سو پانچ لوگ جاں بحق ہوئے، جن میں ۴۱ مرد، ۳۰ خواتین اور ۳۴ بچے شامل ہیں۔ چھ ہزار گھر مکمل اور جزوی طور پر متاثر ہوئے، جبکہ دو لاکھ ایکڑ اراضی پر فصلوں کو بھی نقصان پہنچا۔ وفاقی حکومت خصوصاً وزیر اعظم میاں شہباز شریف اور اس کے وفاقی وزراء مولانا اسعد محمود صاحب اور مولانا عبدالواسع صاحب ان سیلاب زدگان کے پاس صوبہ بلوچستان اور کے پی کے میں گئے ہیں، کچھ اقدامات کا اعلان بھی کیا ہے، صوبائی حکومتیں بھی اپنے وسائل میں رہتے ہوئے ان کی امداد اور بحالی کے لیے کام کررہی ہیں، لیکن پھر بھی سب کی بحالی ناممکن ہے، اس لیے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داران کی صاحبِ ثروت ومخیّر حضرات کے علاوہ فلاحی اداروں سے بھی درخواست ہے کہ ان سیلاب زدہ علاقوں کا خود سروے کرکے ان تک اپنی امداد پہنچائی جائے اور ان مفلوک الحال لوگوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں مدد کی جائے۔

پاک فوج کے شہدأ کو سلام

پاک فوج کے شعبہ تعلقاتِ عامہ (آئی ایس پی آر) کے مطابق یکم اگست ۲۰۲۲ء کی شب بلوچستان میں سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں امدادی کارروائیوں میں مصروف پاکستان آرمی ایوی ایشن کا ہیلی کاپٹر لاپتہ ہوگیا تھا، جس میں ۱۲ کور کے کمانڈر سمیت ۶ افراد سوار تھے۔ ابتدائی تحقیقات کے مطابق ہیلی کاپٹر کو خراب موسم کی وجہ سے حادثہ پیش آیا، ہیلی کاپٹر کا ملبہ لسبیلہ کے علاقے وندر میں موسیٰ گوٹھ سے ملا۔ واقعے میں ہیلی کاپٹر میں سوار تمام ۶ افسران اور سپاہی شہید ہوگئے، جن میں کور کمانڈر، لیفٹیننٹ جنرل سرفراز علی بھی شامل ہیں۔ شہداء میں ڈائریکٹر جنرل پاکستان کوسٹ گارڈ میجر جنرل امجد حنیف ستی، بریگیڈیئر محمد خالد، میجر سعید احمد، میجر محمد طلحہ منان اور نائیک محمد فیاض شامل ہیں۔ شہید کور کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل سرفراز علی تمغۂ بسالت تھے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ افواجِ پاکستان کے ان بہادر جوانوں کی شہادتوں کو قبول فرمائے، ان کے لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے، اور ان کے بچوں کی کفالت فرمائے، آمین۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ، نائب امرأ اور تمام مبلغین پاک فوج کے ان شہداء کے لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور ان سب کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان شہداء کو جنت الفردوس نصیب فرمائے اور ان کی بدولت پاکستان کو امن کا گہوارہ بنائے اور اس ملک کی تمام مشکلات کو حل فرمائے، آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین

۷/ستمبر۱۹۷۴ء

قومی اسمبلی کا تاریخ ساز فیصلہ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری قدس سرہ کا دورِامارت اگرچہ بہت ہی مختصر رہا اور اس میں بھی اپنے بے شمار مشاغل اور ضعف و پیرانہ سالی کی بنا پر جماعت کے امور پر خاطر خواہ توجہ نہیں فرماسکتے تھے اس کے باوجود حق تعالیٰ شانہ نے آپ کی پُرخلوص قیادت کی برکت سے جماعت کے کام کو ثریٰ سے ثریا تک پہنچادیا اور ''بنوری دور میں'' جماعت نے وہ خدمات انجام دیں جن کی اس سے پہلے صرف تمنا کی جاسکتی تھی ان کا بہت ہی مختصر خاکہ درج ذیل ہے:

آپ کو جماعت کی زمام قیادت سنبھالے ابھی دو مہینے نہیں گزرے تھے کہ ۲۹/مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ اسٹیشن کا شہرہ آفاق سانحہ رونما ہوا' حضرت ان دنوں سوات کے دور دراز علاقے میں سفر پر تھے' وہیں آپ کو اس واقعہ کی کسی نے اطلاع دی' خبر سن کر چند لمحے توقف کے بعد فرمایا:

''عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما در آں باشد''

آپ سوات سے بعجلت واپس ہوئے اور تحریک ختم نبوت کی کامیابی کے لئے حضرت نے ایک طرف بارگاہ خداوندی میں تضرع اور ابتہال کا سلسلہ تیز کردیا' اور دوسری طرف امت مسلمہ کو متحد کرنے اور قوم کے منتشر ٹکڑوں کو جمع کرنے کے لئے رات دن ایک کردیا۔ ۲۹/مئی سے ۷/ستمبر تک کے سو دن برصغیر کی مذہبی تاریخ میں سو سال کے برابر ہیں ان سو دنوں کی مفصل تاریخ ایک مستقل تالیف کا موضوع ہے مگر یہاں حضرت اقدس مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ کی ذات سے متعلق چند ارشادات پر اکتفا کروں گا۔

۲۹/مئی کو ربوہ کا حادثہ پیش آیا' حالات نے نازک صورت اختیار کرلی اور مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوگئے' مگر حکومت نے بروقت صحیح قدم نہیں اٹھایا بلکہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی طرح اس تحریک کو بھی کچلنا چاہا۔

۳/جون ۱۹۷۴ء کو راولپنڈی میں علمائے کرام اور مختلف فرقوں کا ایک نمائندہ اجتماع ہوا' حکومت نے اسے ناکام بنانے کے لئے تین مندوبین...... مولانا مفتی زین العابدین' مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف' مولانا تاج محمود کو لالہ موسیٰ اسٹیشن پر ریل سے اتارلیا۔

۹/جون کو حضرت (مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ) کی جانب سے ایک نمائندہ اجتماع لاہور میں رکھا گیا' جس میں مسلمانوں کے تمام فرقوں اور جماعتوں کے مندوب شریک ہوئے' یہ بیس جماعتوں کا نمائندہ اجتماع تھا' سب سے پہلے حضرت نے مختصر سی افتتاحی تقریر میں اجتماع کے اغراض و مقاصد اور تحریک کے لائحہ عمل پر روشنی ڈالی' جس کا خلاصہ حضرت (مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ) ہی کے الفاظ میں یہ تھا:

''ہمارا یہ اجتماع اس وقت صرف ایک دینی عقیدہ کی حفاظت کے لئے ہے' یہ اجتماع ''ختم نبوت'' کے مسئلہ پر ہے' اس کا دائرہ آخر تک محض دینی رہے گا' سیاسی آمیزشوں سے اس کا دامن پاک رہنا چاہئے' جو سیاسی حضرات اس میں شامل ہیں' ان کا مطمح نظر دین ہی ہوگا' اور حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی کشمکش سے بالاتر ہوگا' ختم نبوت کی تحریک کا طریق کار نہایت پُرامن ہوگا اور اسے تشدد سے کوئی سروکار نہ ہوگا' اگر کوئی مزاحمت ہوئی یا تکلیف پیش آئی تو دین کے لئے اس کو برداشت کرنا ہوگا اور صبر کرنا ہوگا' مظلوم بن کر رہنا ہوگا اور ہمارے مدِمقابل صرف مرزائی امت ہوگی' ہم حکومت کو ہدف بنانا نہیں چاہتے' اگر حکومت نے ان کی حفاظت یا ان کی حمایت میں کوئی غلط قدم اٹھایا تو اس وقت مجلس عمل کوئی مناسب فیصلہ کرے گی' ابھی قبل از وقت کچھ کہنا درست نہیں۔''

(ماہنامہ ''بینات'' رمضان و شوال ۱۳۹۴ھ)

اس کے بعد مفتی محمودؒ مرحوم' نوابزادہ نصراللہ خان اور دیگر نمائندوں کی تقریریں ہوئیں' تحریک کو نظم و ضبط کے تحت رکھنے کے لئے ایک ''مجلس عمل'' کی تشکیل ہوئی اور حضرت مولانا عبدالحق شیخ الحدیث اکوڑہ خٹک نے اس کی صدارت کے لئے

حضرت کا نام پیش کیا‘ حضرت (مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ) اس کے لئے آمادہ نہ تھے اس لئے حضرت کو مجبور کیا گیا کہ فی الحال آپ عارضی حیثیت سے مجلس عمل کی قیادت قبول فرمالیں‘ مستقل صدر کے انتخاب پر آئندہ اجلاس میں غور کرلیا جائے گا......

اسی اجلاس میں ’’مجلس عمل‘‘ کی جانب سے ۱۴/ جون ۱۹۷۴ء کو ملک میں مکمل ہڑتال کے اعلان نیز مرزائی امت کے مکمل مقاطعہ (بائیکاٹ) کا فیصلہ کیا گیا۔

اس دوران وزیراعظم نے ’’مجلس عمل‘‘ کے ارکان سے فرداً فرداً ملاقات کی‘ حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ نے نہایت صفائی اور سادگی سے صاف اور غیر مبہم الفاظ میں وزیراعظم کے سامنے مسلمانوں کے موقف کی وضاحت کی‘ آپ نے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ آپ ہی کے الفاظ میں یہ تھا:

’’قادیانی مسئلہ بلاشبہ پاکستان کے روز اول سے موجود ہے‘ پہلی غلطی اس وقت ہوئی جب ظفر اللہ قادیانی کو وزیر خارجہ مقرر کیا گیا‘ شہید ملت (خان لیاقت علی خان مرحوم) کو اس خطرناک غلطی کا احساس ہوا اور انہوں نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا عزم کرلیا تھا‘ لیکن افسوس کہ وہ شہید کردیئے گئے‘ اور ہوسکتا ہے کہ ان کا یہ عزم ہی ان کی شہادت کا سبب ہوا ہو‘ اس وقت جو جرأت مرزائیوں کو ہوئی ہے‘ اگر اس وقت اس کا تدارک نہ کیا گیا اور وہ غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیئے تو مسلمانوں کے جذبات بھڑکیں گے اور ان کی (قادیانیوں کی) جان و مال کی حفاظت حکومت کے لئے مشکل ہوگی‘ اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد اس ملک میں ان کی حیثیت ’’ذمی‘‘ کی ہوگی اور ان کی جان و مال کی حفاظت شرعی قانون کی رو سے مسلمانوں پر ضروری ہوگی‘ اس طرح اس ملک میں امن قائم ہوجائے گا۔

میں مانتا ہوں کہ آپ پر خارجی غیر اسلامی حکومت کا دباؤ ہوگا لیکن اس کے بالمقابل ان اسلامی ممالک کا تقاضا بھی ہے کہ ان کو جلد غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے‘ جن ممالک سے ہمارے اسلامی تعلقات بھی ہیں اور ہر قسم کے مفادات بھی وابستہ ہیں‘ خارجی دنیا میں غیر اسلامی حکومتوں کے بجائے اسلامی مملکتوں کو مطمئن اور خوش کرنا زیادہ ضروری ہے‘ نیز ایک معمولی سی اقلیت کو خوش کرنے کے لئے اتنی بڑی اکثریت کو غیر مطمئن کرنا دانشمندی نہیں‘ اگر آپ حق تعالیٰ شانہ پر توکل و اعتماد کرکے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ فرمائیں تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کا بال بیکا نہیں کرسکتی اور اس راستہ میں موت بھی سعادت ہے۔‘‘ (حوالہ بالا)

۱۳/ جون کو وزیراعظم نے ایک طویل تقریر ریڈیو پر نشر کی‘ جس میں حادثہ ربوہ پر ایک حرف بھی نہیں کہا‘ البتہ ختم نبوت پر اپنا ایمان جتاتے ہوئے کہا کہ یہ مسئلہ نوے سال کا پرانا ہے‘ اتنی جلدی کیسے حل ہوسکتا ہے؟

۱۴/ جون کو ملک میں درۂ خیبر سے کراچی اور لاہور سے کوئٹہ تک ایسی مکمل ہڑتال ہوئی جو پاکستان میں اپنی نظیر آپ تھی۔

۱۶/ جون کو ’’مجلس عمل‘‘ کا لائل پور میں اجلاس ہوا‘ جس میں وزیراعظم کی ۱۳/ جون کی تقریر پر غور کیا گیا......

مجلس عمل کی مستقل صدارت کے لئے حضرت کو مجبور کیا گیا‘ جسے آپ کو منظور کرنا پڑا‘ اسی اجلاس میں یہ بھی طے کیا گیا کہ تحریک کو پُرامن رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے‘ قادیانیوں کا بائیکاٹ جاری رکھا جائے اور تحریک کو سول نافرمانی سے بہرقیمت بچایا جائے۔

تحریک کو زندہ مگر پُرامن رکھنے کے لئے حضرت نے کراچی سے پشاور تک دورے کئے‘ چھوٹے قصبوں تک تشریف لے گئے‘ ہر جگہ مسلمانوں کو صبر و سکون سے تحریک چلانے کا حکم فرمایا‘ لیکن اس کے برعکس حکومت نے جارحانہ رویہ اختیار کیا‘ حضرت فرماتے ہیں:

’’ادھر مجلس عمل کی پالیسی تو یہ تھی کہ حکومت سے تصادم سے بہرصورت گریز کیا جائے ادھر حکومت نے ملک کے چپے چپے میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی‘ پریس پر پابندی عائد کری‘ انتظامیہ نے اشتعال انگیز کارروائیوں سے کام لیا اور مسلمانوں کو گرفتار کرنا شروع کیا‘ چنانچہ سینکڑوں اہلِ علم اور طلباء کو گرفتار کیا گیا (بعد میں گرفتاریوں کا سلسلہ اور بڑھتا گیا‘ جیلوں میں ’’گرفتارانِ ختم نبوت‘‘ کو نہایت بے دردی سے اذیتیں دی گئیں اور پولیس اور جیل کے ہاتھوں انسانیت کی مٹی پلید کی گئی‘ قادیانیوں نے پہلے سے اسلحہ جمع کررکھا تھا‘ انہوں نے ’’حربی کافروں‘‘ کی طرح جگہ جگہ مورچے لگائے اور بہت سے مسلمانوں کو شہید کیا گیا‘ حکومت اور پولیس بھی قادیانی امت کی حفاظت وحمایت کرتی

رہی) انہیں ناروا ایذائیں دی گئیں‘ کبیروالا‘ اوکاڑہ‘ سرگودھا‘ لائل پور‘ کھاریاں وغیرہ میں دردناک واقعات رونما ہوئے‘ جن کو مظلومانہ صبر کے ساتھ برداشت کیا گیا‘ صرف ایک شہر اوکاڑہ میں ان مظالم کے خلاف احتجاج کے طور پر بارہ دن مکمل اور مسلسل ہڑتال ہوئی‘ اسی سے اندازہ کیجئے کہ ملک بھر میں مجموعی طور پر کتنا ظلم اور اس کے خلاف کتنا احتجاج ہوا؟ جگہ جگہ لاٹھی چارج کیا گیا‘ اشک ریز گیس کا استعمال بڑی فراخدلی سے کیا گیا‘ مجلس عمل کی تلقین تمام مسلمانوں کو یہی تھی کہ صبر کریں اور مظلوم بن کر حق تعالیٰ کی رحمت اور غیبی تائید الٰہی کے منتظر رہیں‘ قریباً پورے سو دن تک ان حالات کا مقابلہ کیا گیا اور تمام سختیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے۔“

(ماہنامہ ”بینات“ رمضان وشوال ۱۳۹۴ھ)

جون کے اواخر میں بنگلہ دیش کے دورے پر جاتے ہوئے وزیراعظم (بھٹو صاحب) نے اعلان کیا کہ قادیانی مسئلہ کا فیصلہ کرنے کے لئے قومی اسمبلی کو ایک تحقیقاتی کمیٹی کی حیثیت دے دی جائے گی‘ بنگلہ دیش کے دورے سے واپس آئے تو یکم جولائی کو قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کیا گیا اور اس میں قومی اسمبلی کو ”خصوصی کمیٹی“ قرار دینے کا فیصلہ ہوا‘ اور یہ بھی طے ہوا کہ کمیٹی کے لئے چالیس ارکان کا کورم ہوگا‘ جس میں تیس ارکان حزب اقتدار کے اور دس حزب اختلاف کے ہوں گے‘ اس خصوصی کمیٹی کے سامنے دو قراردادیں بحث وتمحیص کے لئے پیش کی گئیں‘ ایک حزب اقتدار کی جانب سے وزیر قانون (مسٹر حفیظ پیرزادہ) نے پیش کی اور دوسری حزب اختلاف کی جانب سے پیش کی گئی۔

۲۰/ جولائی کو حضرت قدس سرہ کے خلاف ملک بھر کے اخبارات (نوائے وقت لاہور کے سوا) میں ایک فرضی انجمن کے نام سے ایک لچر پوچ اشتہار چھپنا شروع ہوا‘ ہمیں معلوم تھا کہ اس شرانگیزی کا منبع کہاں ہے اور اس کے لئے لاکھوں کا سرمایہ کہاں سے آتا ہے‘ لیکن حضرت قدس سرہ نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا نہ اس کے خلاف کوئی احتجاج کیا‘ تاہم ”چاند کا تھوکا منہ پر آتا ہے“ کے مصداق یہ اشتہار حضرت کے بجائے حکومت اور مرزائیوں کے لئے مضر ثابت ہوا‘ ہر طرف سے ان کے خلاف صدائے نفرین بلند ہونا شروع ہوئی اور مسلمانوں کے مشتعل جذبات آتش فشاں بن گئے‘ نتیجتاً چند دن بعد یہ اشتہار بند ہوگیا۔

۳۱/ جولائی کو وزیراعظم نے مستونگ (بلوچستان) میں اعلان کیا کہ قادیانی مسئلہ کے فیصلہ کی تاریخ کا اعلان کل کردیا جائے گا‘ چنانچہ فیصلہ کے لئے ۷/ستمبر کی تاریخ کا اعلان ہوا۔

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے قادیانی مسئلہ پر غوروفکر کرنے کے لئے دو مہینے میں ۲۸ اجلاس کئے اور ۹۶ گھنٹے نشستیں کیں‘ مسلمانوں کی طرف سے ”ملت اسلامیہ“ کا موقف نامی کتاب اسمبلی میں پیش کی گئی‘ قادیانیوں کی ربوائی اور لاہوری پارٹیوں کے سربراہوں نے اپنے اپنے موقف کی وضاحت کے لئے کتابچے پیش کئے‘ ربوہ جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر گیارہ دن تک ۴۲ گھنٹے اور لاہوری پارٹی کے امیر مسٹر صدر الدین پر سات گھنٹے جرح ہوئی۔

وزیراعظم (بھٹو) قادیانیوں کے حلیف رہ چکے تھے‘ وہ انہیں غیرمسلم اقلیت قرار دینے پر رضامند نہیں تھے وہ قادیانیوں کو کسی نہ کسی طرح آئینی تلوار کی زد سے بچانا چاہتے تھے اور اس کے لئے اپنی طاقت اور ذہانت کا سارا سرمایہ صرف کردینا چاہتے تھے‘ چنانچہ حزب اختلاف کے ارکان سے جو ”مجلس عمل“ کے نمائندے تھے‘ ان سے وزیراعظم کی بار بار ملاقاتیں ہوئیں‘ کئی بار صورت حال نازک ہوگئی‘ آخر دن تو گویا ہنگامہ محشر تھا‘ امید وبیم کی کیفیت آخری حدوں کو چھو رہی تھی‘ وزیراعظم کی ”انا“ نے تصادم کا خطرہ پیدا کردیا تھا‘ حکومت کی جانب سے پولیس اور انٹیلی جنس کو چوکنا کردیا تھا‘ بڑے شہروں میں فوج لگادی گئی تھی‘ جو لوگ گرفتار تھے‘ وہ تو تھے ان کے علاوہ ہزاروں علماء اور سربرآوردہ افراد کی گرفتاری کی فہرستیں تیار ہوچکی تھیں‘ ادھر ”مجلس عمل“ کے نمائندے بھی سربکف کفن بدوش تھے‘ گویا:

ہمہ آہوان صحرا سر خود نہادہ برکف
بامید آنکہ روزے بشکار خواہی آمد

کا منظر تھا‘ مگر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اس مہیب خطرے سے ملک کو بچالیا‘ جب وزیراعظم کی ”انا“ میں لچک پیدا ہوتی نظر نہ آئی تو حضرت مفتی محمودؒ نے جو (اپنے دیگر رفقاء کے ساتھ مجلس عمل کے نمائندہ کی حیثیت سے وزیراعظم سے مذاکرات کررہے تھے) ان سے فرمایا: ”ہمیں بتایئے کہ آخر ہم کیا کریں؟ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ نہیں مانتے اور مجلس عمل والوں کے پاس جاتے ہیں تو وہ نہیں مانتے“ وزیراعظم نے نشہ اقتدار کے جوش میں جواب دیا: ”میں نہیں جانتا مجلس عمل کون ہوتی ہے‘ میں تو آپ لوگوں کو جانتا ہوں‘ آپ اسمبلی کے معزز رکن ہیں۔“

حضرت مفتی محمودؒ نے فرمایا:

’’بھٹو صاحب! آپ کو قوم کے ایک حلقہ نے منتخب کرکے بھیجا ہے‘ اس لئے آپ اسمبلی کے معزز رکن ہیں‘ میں بھی ایک حلقہ انتخاب کا نمائندہ ہوں‘ اس لئے میں بھی اسمبلی کا رکن کہلاتا ہوں‘ مگر آنجناب کو بتانا چاہتا ہوں کہ ’’مجلس عمل‘‘ کسی ایک حلقہ انتخاب کی نمائندہ نہیں ہے بلکہ وہ اس وقت پاکستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کررہی ہے‘ کیسی عجیب منطق ہے کہ آپ ایک حلقہ کے نمائندے کو عزت و احترام کا مقام دینے کے لئے تیار ہیں مگر قوم کے سات کروڑ افراد کی نمائندہ جماعت ’’مجلس عمل‘‘ کو آپ پائے حقارت سے ٹھکرا رہے ہیں......بہتر ہے میں ان سے جا کر کہہ دیتا ہوں کہ وزیر اعظم پاکستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی بات سننے کو تیار نہیں۔‘‘

یہ بات سن کر وزیر اعظم کی ’’انا‘‘ سرنگوں ہوگئی‘ انہوں نے ’’مجلس عمل‘‘ کے نمائندوں کے مجوزہ فیصلہ پر دستخط کردیئے اور اس طرح ۷/ستمبر ۴ بجکر ۳۵ منٹ پر قادیانیوں کی دونوں شاخوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج کردیا گیا‘ پھر اس مسودہ کو آئینی شکل دینے کے لئے پارلیمنٹ کا اجلاس طلب کیا گیا‘ اور آئینی طور پر قادیانی ناسور کو ملت اسلامیہ کے جسد سے لگ کردیا گیا‘ اس خبر کا نشر ہونا تھا کہ نہ صرف پورے ملک میں بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں میں فرحت ومسرت کی لہر دوڑ گئی‘ ایسی اجتماعی خوشی کسی نے نہ کبھی پہلے دیکھی تھی نہ شاید آئندہ دیکھنی نصیب ہوگی‘ یہ محض حق تعالیٰ شانہ کی رحمت وعنایت اور امت مسلمہ کے اتحاد اور صبر وعزیمت کا کرشمہ تھا‘ جسے چودھویں صدی میں اسلام کا معجزہ قرار دیا جاسکتا ہے‘ چونکہ حضرت اقدس ہی اس تحریک کے روح رواں ’’مجلس عمل‘‘ کے صدر اور ’’عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ کے قائد وامیر تھے‘ اس لئے آپ کو جتنی خوشی ہوئی ہوگی‘ اس کا اندازہ کون کرسکتا ہے‘ آپ نے بصائر وعبر میں پوری قوم کو مبارکباد دی اور حق تعالیٰ شانہ کے شکر و سپاس کے ساتھ ساتھ اس تحریک میں حصہ لینے والے تمام افراد اور جماعتوں کا شکریہ ادا کیا۔

(ماہنامہ ’’بینات‘‘ کراچی رمضان وشوال ۱۳۹۴ھ)

☆☆..................☆☆

مرزائی مسلمانوں سے الگ اقلیت ہیں

صبا کے دوش نازک پر خبر آئی بحمداللہ!
جداگانہ اقلیت ہیں مرزائی بحمداللہ!

پڑی ہے کھلبلی ربوہ کے ایوانِ خلافت میں
بہشتی مقبرے پر برق لہرائی بحمداللہ!

حکیم شرقؒ کی اک آرزو پوری ہوئی آخر
مراد اسلام کے بیٹوں کی بر آئی بحمداللہ!

علم لہرائے گا ہر آن توحید و رسالت کا
مسلماں لے رہے ہیں پھر سے انگڑائی بحمداللہ!

فضا میں اڑ رہی ہیں دھجیاں ظلی نبوت کی
اکٹھے ہوئے اک صف میں بطحائی بحمداللہ!

قدم بڑھتے چلے جاتے ہیں یارانِ سر پل کے
یہی ہے ملت بیضا کی گیرائی بحمداللہ!

نبوت قادیاں کی سرزمیں میں؟ توبہ توبہ کر
نتیجہ کیا ہے؟ اس ٹولے کا...... پسپائی بحمداللہ!

زمانہ ہوگیا‘ ناقابل تسخیر و طاعت ہے
غلامانِ پیمبر ﷺ کی توانائی بحمداللہ!

نبیؐ کے نام کا ڈنکا بجے گا ہر کہیں شورش
خدا کے دشمنوں کی ہوگی رسوائی بحمداللہ!

شورش کاشمیریؒ

۷؍ستمبر.....یومِ تحفظِ ختمِ نبوت

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

قرآن کریم، سنت نبویہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجماع سے یہ بات سورج کی روشنی سے زیادہ واضح اور روشن ہوچکی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ پر نازل ہونے والی وحی، آخری وحی، آپ کی امت، آخری امت ہے۔ آپ کی صحبت میں بیٹھنے والوں کو صحابہ کرامؓ، آپ کے گھرانے کو اہل بیت عظام، آپ کی ازواج کو امہات المومنین جیسے پاکیزہ اور مبارک لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ سوا چودہ سو سال سے امت مسلمہ میں یہی عقیدہ متواتر اور متوارث چلا آرہا ہے۔

تقریباً ایک صدی بیشتر برطانوی استعمار نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے امت مسلمہ کے اس متفقہ اور اجماعی عقیدے کے خلاف محاذ کھولا، اپنی دولت وحفاظت کی چھتری کے نیچے قادیان کے ایک شہری مرزا غلام احمد قادیانی کو ”منصب نبوت“ پر فائز کیا، جس نے اسلام کے متوازی ایک نیا دین بنایا۔ نبوت محمدیہ کے مقابل ایک نئی نبوت، قرآن کریم کے متوازی نئی وحی، اسلامی شعائر کے متوازی قادیانی شعائر، امت محمدیہ کے متوازی نئی امت، مسلمانوں کے مکہ مکرمہ کے مقابلے میں نیا مکۃ المسیح، مدینہ منورہ کے مقابلے میں مدینۃ المسیح، اسلامی حج کے مقابلے میں ظلی حج، اسلامی خلافت کے مقابلے میں قادیانی خلافت، امہات المومنین کے مقابلے میں قادیانی ام المومنین، صحابہ کرامؓ کے مقابلے میں قادیانی صحابہ کے القاب و نام تجویز کئے۔ اس بات کی تصدیق، اسلام اور قادیانیت کا خلاصہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بڑے بیٹے اور قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا محمود احمد قادیانی نے ان الفاظ میں پیش کیا ہے:

۱:...”حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفاتِ مسیح اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان (مسلمانوں) سے اختلاف ہے۔“

(خطبہ جمعہ میاں محمود خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل، ۳۰؍جولائی ۱۹۳۸ء)

۲:...اس طرح مرزا قادیانی کی اس نئی نبوت اور نئے دین کو نہ ماننے والے مسلمان کافر اور جہنمی قرار پائے، چنانچہ مرزا قادیانی کا الہام ہے:

”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔“ (اشتہار معیار الاخیار، مندرجہ تبلیغ رسالت، ج:۹ ص:۲۷)

۳:...مرزا غلام احمد قادیانی کے بڑے لڑکے مرزا محمود احمد صاحب لکھتے ہیں:

”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“ (آئینہ صداقت ص:۳۵)

قادیانیوں کی ان ہفوات، بے ہودہ گوئیوں اور ان کے اسلام دشمنی کے اس گھٹیا کردار کو دیکھتے ہوئے علامہ اقبال مرحوم نے اس وقت کی حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ قانونی طور پر قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ اقلیت تسلیم کرے۔ ظاہر ہے انگریز نے جب خود اس پودے کو کاشت کیا تو وہ کیسے اس کو اکھاڑ سکتا تھا۔ اس نے یہ مطالبہ نہ ماننا تھا اور نہ مانا۔ انگریز کے دورِ اقتدار میں قادیانی اپنے آپ کو مسلمان باور کراکر ہمیشہ مسلمانوں کی جاسوسی کرتے رہے، جو آج تک کر رہے ہیں۔

قیامِ پاکستان کے بعد ملکی حالات کمزور دیکھ کر قادیانیوں نے ایک بار پھر اپنی سرگرمیاں تیز کردیں اور سرتوڑ کوششیں کیں کہ کسی طرح پورا پاکستان نہ سہی کم از کم تھوڑی آبادی والا صوبہ، صوبہ

بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنادیا جائے۔ ان کی خلافِ اسلام ان کارروائیوں کو روکنے اور علامہ اقبال مرحوم کے مطالبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلائی گئی، جس کو جبر و تشدد اور فوجی طاقت سے بظاہر کچل دیا گیا، لیکن اس تحریک نے علمائے امت کی قیادت میں ہر مسلمان کے دل میں ایمانی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور غلامی کا ایٹم بم فٹ کردیا، جس کا نتیجہ تھا کہ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کی اپنی شرارت اور غنڈہ گردی کے نتیجے میں جب تحریک چلی تو خیبر سے کراچی اور لاہور سے کوئٹہ تک تمام مسلمان اپنے اتحاد، اتفاق اور ایک ہی مطالبہ کی بنا پر یک جان اور ”بنیانٌ مرصوص“ کی مثال پیش کررہے تھے۔

۱:... مسلمانوں کی قیادت کی طرف سے مطالبہ تھا کہ تمام قادیانیوں (لاہوری گروپ ہو یا ربوی) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ۲:... پاکستان اسلامی ملک ہے۔ قادیانیوں کو اس ملک کے کلیدی عہدوں اور مناصب سے ہٹایا جائے۔ ۳:... قادیانیوں کو ان کی خلاف اسلام سرگرمیوں سے روکا جائے اور اس کے سدباب کے لئے قانون بنایا جائے۔

تحریک ۱۹۷۴ء کی مختصر روئیداد یہ تھی کہ ملتان نشتر میڈیکل کالج کے طلبا میں انتخابات ہوئے، جس میں ایک طرف مسلمان طلبا اور دوسری طرف قادیانی طلبا تھے۔ مسلمان طلبا کو کامیابی ملی ”ختم نبوت زندہ باد“ کے نعروں سے تمام مسلمان طلبا سرشار تھے۔ اسی نشتر کالج کے طلبا جب سیر و سیاحت کے لئے ٹرین کے ذریعے پشاور جارہے تھے تو چناب نگر اسٹیشن پر جب ٹرین رکی تو قادیانیوں نے اپنا لٹریچر تقسیم کیا جس پر طلبا مشتعل ہوگئے ان طلبا نے ”ختم نبوت زندہ باد“ کے نعرے لگائے، قادیانیوں کو غصہ آیا اور انہوں نے واپسی پر ۲۹؍مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر اسٹیشن پر ان طلبا پر ہلہ بول دیا، ڈنڈوں، سریوں سے مسلح قادیانی جتھے نے خوب اپنا غصہ نکالا، ان طلبا کو شدید زخمی کیا، کئی ایک طلبا بے ہوش ہوگئے، مسلمانوں کو اس کا علم ہوا تو پورے ملک میں قادیانیت کے خلاف نفرت اور غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ حکومت نے بروقت صحیح قدم نہیں اٹھایا، بلکہ ۱۹۵۳ء کی طرح اس تحریک کو بھی کچلنا چاہا۔

۳؍جون ۱۹۷۴ء کو تمام مسالک کے علماء کرام کا ایک نمائندہ اجتماع راولپنڈی میں منعقد ہوا، حکومت نے اسے ناکام بنانے کی اپنے تئیں پوری کوششیں کیں لیکن اسے ناکامی ہوئی۔ ۹؍جون ۱۹۷۴ء کو لاہور میں اجتماع ہوا اور اس میں طے کیا:

”ہمارا یہ اجتماع اس وقت صرف ایک دینی عقیدہ کی حفاظت کے لئے ہے۔ یہ اجتماع ”ختم نبوت“ کے مسئلہ پر ہے۔ اس کا دائرہ آخر تک محض دین رہے گا۔ سیاسی آمیزشوں سے اس کا دامن پاک رہنا چاہئے جو سیاسی حضرات اس میں شامل ہیں ان کا مطمح نظر دین ہی ہوگا اور حزب اقتدار و حزب اختلاف کی کشمکش سے بالاتر ہوگا۔ ختم نبوت کی تحریک کا طریق کار نہایت پُرامن ہوگا اور اسے تشدد سے کوئی سروکار نہ ہوگا، اگر کوئی مزاحمت ہوئی یا تکلیف پیش آئی تو دین کے لئے اس کو برداشت کرنا ہوگا اور صبر کرنا ہوگا۔ مظلوم بن کر رہنا ہوگا اور ہمارے مدمقابل صرف مرزائی امت ہوگی۔ ہم حکومت کو ہدف بنانا نہیں چاہتے، اگر حکومت نے ان کی حفاظت یا ان کی حمایت میں کوئی غلط قدم اٹھایا تو اس وقت مجلس عمل کوئی مناسب فیصلہ کرے گی۔ ابھی قبل از وقت کچھ کہنا درست نہیں۔“

(ماہنامہ بینات کراچی، رمضان/شوال ۱۳۹۲ھ)

اسی اجتماع میں طے ہوا کہ ۱۴؍جون ۱۹۷۴ء کو ملک میں مکمل ہڑتال ہوگی اور مرزائی امت کے مکمل بائیکاٹ کا فیصلہ کیا گیا۔

۱۳؍جون ۱۹۷۴ء کو وزیر اعظم مسٹر بھٹو نے

امریکا... بچوں سے زیادتی، قادیانی جماعت کے سابق رہنما کو ساڑھے 6 سال قید

ڈیلس (راجہ زاہد اختر خانزادہ، نمائندہ جنگ) امریکی ریاست ٹیکساس کے شہر ڈینٹن میں قادیانی جماعت کے سابق رہنما منیب الرحمٰن کو مختلف کاؤنٹیز میں بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے جرائم کے سلسلے میں ساڑھے چھ سال کے لیے جیل بھیج دیا گیا ہے۔ منیب کو ڈینٹن کاؤنٹی کی جج شیری شپ مین کی عدالت میں پری ٹرائل کے لیے لایا گیا جہاں ملزم نے عدالت سے استفسار کیا کہ وہ کم سزا کے بدلے اقبال جرم کرنا چاہتا ہے، جس پر ریاست ٹیکساس کی عدالت کی جج نے کہا کہ اگر وہ جرم قبول کرنا چاہتے ہیں، تو آج ہی کریں۔ اس طرح مجرم نے رضا مندی ظاہر کی جس پر عدالت نے اسے ساڑھے چھ سال قید کی سزا کا حکم سنادیا۔ جنسی زیادتی کا نشانہ بننے والے متاثرہ نوجوان نے عدالت میں اپنا بیان ریکارڈ کراتے ہوئے کہا کہ انہوں نے ہر بچے کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے اپنے ساتھ زیادتی کرنے والے کو انصاف کے کٹہرے میں لانے کا فیصلہ کیا تھا۔ متاثرہ نوجوان کی والدہ نے بھی عدالت میں دیئے گئے بیان میں کہا کہ مجرم دو سال سے تاخیری حربے استعمال کررہا تھا لیکن آخر کار اسے وہی ملا جس کا وہ حقدار تھا۔ (روزنامہ جنگ کراچی، 9 اگست 2022ء)

ریڈیو پر تقریر کی، لیکن اس تقریر میں حادثہ ربوہ پر کوئی ایک حرف نہیں کہا، ختم نبوت پر ایمان جتاتے ہوئے کہا کہ یہ نوے سال پُرانا مسئلہ ہے اتنی جلدی کیسے حل ہوگا؟

۲۱ر جون کو مجلس عمل کا اجلاس ہوا، اس میں وزیراعظم کی تقریر پر غور وخوض کیا گیا اور طے کیا گیا کہ تحریک کو ہر ممکن پُرامن رکھنے کی کوشش کی جائے۔ قادیانیوں کا بائیکاٹ جاری رکھا جائے اور تحریک کو سول نافرمانی سے بہرصورت بچایا جائے۔ علماء کرام نے پورے ملک کے دورے کئے، حکومت نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی، اس تحریک کے قائد اور میر کارواں محدث العصر حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوری قدس سرہ تھے۔ ۲۰ر جولائی ۱۹۷۴ء کو ملک بھر کے اخبارات میں حضرت بنوریؒ کو بدنام کرنے کے لئے حکومتی اشاروں پر اشتہارات چھپنا شروع ہوگئے۔ حضرت نے اس کی طرف کوئی التفات نہیں فرمایا، اپنی پوری توجہ تحریک کو موثر اور کامیاب بنانے پر مرکوز رکھی۔

۳۱ر جولائی ۱۹۷۴ء کو وزیراعظم نے مستونگ (بلوچستان) میں اعلان کیا کہ قادیانی مسئلہ کے فیصلے کی تاریخ کا اعلان کردیا جائے گا، چنانچہ فیصلے کے لئے ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کی تاریخ کا اعلان ہوا۔

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے قادیانی مسئلہ پر غور کرنے کے لئے دو ماہ میں اٹھائیس اجلاس کئے اور چھیانوے گھنٹے نشستیں کیں۔ مسلمانوں کی طرف سے ''ملت اسلامیہ کا موقف'' نامی کتاب پیش کی گئی، قادیانیوں اور لاہوری گروپ کے نمائندوں نے اپنے اپنے موقف پر مبنی کتابچے پیش کئے۔ ربوہ جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر گیارہ دن تک بیالیس گھنٹے اور لاہوری پارٹی کے سربراہ مرزا صدرالدین پر سات گھنٹے جرح ہوئی، یوں یہ مسئلہ پوری قومی اسمبلی کے اراکین کے اتفاق سے حل ہوا اور قادیانیوں کو ان کے دیئے گئے اپنے بیانات کی روشنی اور ان پر کی گئی جرح کے نتیجے میں (خواہ لاہوری گروپ ہو یا ربوی) غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ الحمدللہ، ثم الحمدللہ! اور اب چالیس سال بعد قومی اسمبلی کی تمام تر کارروائی الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے چھاپ کر تمام مسلمانوں کی طرف سے فرض کفایہ ادا کردیا ہے جسے ہر مسلمان کو پڑھنا ضروری ہے بلکہ تمام قادیانی بھی ایک بار اس کو ضرور پڑھ لیں تاکہ انہیں بھی تمام حقائق سے آگاہی ہو۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے اس فیصلے کو تقریباً اڑتالیس سال کا عرصہ گزر گیا اور نئی نسل جوان ہوکر ادھیڑ عمر کو پہنچ گئی ہے اور اسکے بعد کی نسل کو اس مسئلہ کی اصل حقیقت، وجوہات، اسباب، قادیانیوں کے عقائد، ان کا دجل وفریب اور ان کی سازشوں کا علم نہیں، انہیں مثبت، حکمت، دانائی سے بھرپور علمی اور تبلیغی انداز میں یہ سب بتانے کی ضرورت ہے بلکہ اس سے بڑھ کر قادیانیوں کی نئی نسل کو بھی اس بارہ میں آگاہ کرنا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے تاکہ کل بروز قیامت یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں تو کسی نے اصل عقائد سے روشناس ہی نہیں کرایا تھا تو ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہوگا؟ اس لئے تمام مسلمان بالخصوص علماء کرام اور مساجد کے ائمہ اور خطباء عظام کی بہت بڑی ذمہ داری بنتی ہے کہ مسلم عوام کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، ضرورت کے بارہ میں آگاہ کریں۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے بارہ میں بیدار کریں اور قادیانیوں کے فتنے سے ان کو روشناس کریں۔

☆☆..........................☆☆

پنجاب میں نکاح کے لئے ختم نبوت کے حلف نامے پر دستخط لازمی قرار

نیا نکاح فارم استعمال نہ کرنے والے نکاح رجسٹرار کے خلاف سخت کارروائی، ایک ماہ قید اور جرمانے کی سزا ہوسکتی ہے

لاہور (خبرنگار) پنجاب حکومت کی جانب سے تمام نکاح خواہوں کو ختم نبوت کے حلف والے نئے نکاح نامے فارم استعمال کرنے کی ہدایت کی گئی ہے، نیا نکاح فارم استعمال نہ کرنے والے نکاح رجسٹرار کے خلاف سخت کارروائی، ایک ماہ قید اور جرمانے کی سزا ہوسکتی ہے، حکومت کی جانب سے واضح ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ نکاح خواں نئے فارم استعمال کریں اور پرانے نکاح نامے والے رجسٹر ڈ خواہ اس پر کتنے ہی فارم باقی ہوں ان کو نکاح کے لیے استعمال نہ کریں۔ نئے نکاح نامے پر ختم نبوت پر ایمان ہونے کے بارے میں حلف نامہ درج کیا گیا ہے۔ نکاح کے وقت دلہا اور دلہن کے لیے ختم نبوت کے حلف نامے پر دستخط کرنا لازمی ہوگا اور نکاح رجسٹراروں کو ختم نبوت کے حلف نامے والے نئے فارم پر کرنا لازم قرار دیا گیا ہے۔ نکاح رجسٹراروں کو نئے فارم نہ دینے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی اور نئے فارم استعمال نہ کرنے والے نکاح رجسٹرار کو ایک ماہ قید اور جرمانے کی سزا ہوسکتی ہے۔

(روزنامہ کراچی، 31ر جولائی 2022ء)

یومِ تحفظ ختم نبوت، تجدید عہد کی ضرورت!

مولانا قاضی احسان احمد

ہمارا ایمان ہے کہ نبی آخضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، دین اسلام ادیانِ سماویہ میں سے آخری دین ہے، شریعت محمدی شرائع آسمانی میں سے آخری شریعت ہے، وحی نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر اختتام پذیر ہوچکی، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ رب العزت کسی کو وحی نبوت سے سرفراز نہیں فرمائیں گے۔ قرآن کریم کی کم و بیش سو آیات مبارکہ ۲۰۰ سے زائد احادیث نبویہ، آثار صحابہ، تعامل امت، ان تمام دلائل کی روشنی میں اس بات پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ورسالت کے منصب عظمیٰ پر فائز نہیں کیا جائے گا، اس عقیدہ کو عقیدہ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''عنقریب میری امت میں تیس کذاب اور دجال آئیں گے ان میں سے ہر ایک نبی ہونے کا مدعی ہوگا۔ حالانکہ میں اللہ تعالیٰ کا آخری نبی ہوں، اب میرے بعد خلعتِ نبوت، دستارِ نبوت سے کسی کو فضیلت اور رونق نہیں بخشی جائے گی۔''

چنانچہ تاریخ اسلام اس حدیث پاک سے متعلق ایسے کذابین اور دجالین کی نقاب کشائی کرتی ہے جنہوں نے اپنے اپنے دور میں ایسے مذموم اور ملحدانہ عقائد ونظریات سے امت مسلمہ کے اجماعی عقائد پر نقب لگانے کی کوشش کی، مگر اسلامی حکومتوں اور امت مسلمہ کی اسلامی اور ملی غیرت نے ایک لمحہ کے لئے ان کے ناپاک وجود کو برداشت نہیں کیا اور اس سرطان کو اپنے سے الگ کرنے کی موثر اور نتیجہ خیز محنت کی۔

ہندوستان کی سرزمین پر انگریزی اقتدار کی چھتری کے نیچے پروان چڑھنے والے قادیانیت کے فتنہ سے امت کو ایک مرتبہ پھر آزمائش سے دوچار ہونا پڑا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب خاندانی انگریز پروری کی بنیاد پر کیا گیا۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے جھوٹے دعاوی کو سچائی اور عبادت کا روپ دینے کے لئے بہت پاپڑ بیلے، مگر اسلام اتنا ہی ابھرتا گیا جتنا اسے دبانے کی کوشش کی گئی۔

حضرت علامہ سیّد انور شاہ کشمیریؒ، پیر جماعت علی شاہؒ، پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا محمد حسین بٹالویؒ اور ان جیسے بیسیوں روشن دماغوں نے فتنۂ قادیانیت کا تعاقب کیا۔

محاذ تحفظ ختم نبوت کے عظیم سرخیل امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کی جاں نثار ٹیم میدان عمل میں یوں اتری کہ پھر قادیانیوں کو منہ چھپانے کی جگہ نہ ملی۔ ۱۹۲۶ء سے لے کر ۱۹۳۵ء تک ریاست بہاول پور کی عدالت میں قادیانیت کے خلاف کیس نے پوری امت کو اس عقیدہ کے تحفظ کی طرف متوجہ کردیا۔ بالآخر اسلام جیت گیا، کفر ہار گیا۔

پاکستان معرض وجود میں آیا تو اس فتنۂ نے ہندوستان کی سرزمین سے ارضِ پاک کا رخ کیا، انگریز گورنر نے دریائے چناب کے کنارے ایک بڑی زمین قادیانیوں کو ایک آنہ فی مرلہ کے حساب سے الاٹ کی اس طرح قادیانی دجالی مشن کی نئی بستی آباد کی اور آج فیصل آباد سے چنیوٹ کے راستہ سرگودھا جائیں تو دریائے چناب کے ساتھ ایک علاقہ ''چناب نگر'' کے نام سے موسوم ہے جو کسی زمانہ میں ربوہ کے نام سے جانا جاتا تھا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں مسلمانوں کا داخلہ ممنوع تھا۔

چناب نگر تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کا مقام آغاز تھا۔ ہوا یوں کہ ملتان نشتر میڈیکل کالج کے ایک سو سے زائد طلبا نادرن ایریا کی طرف سیر و سیاحت کے لئے جارہے تھے۔ ۲۲ مئی ۱۹۷۴ء کو قافلۂ ملتان سے روانہ ہوتا ہے، چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر گاڑی حسب ترتیب رکتی ہے، قادیانی اس دور میں منہ زور گھوڑے کی طرح بے لگام ہوچکے تھے، ایک سیاسی پارٹی کی نرمی کی وجہ سے اقتدار کے جھوٹے نشہ میں چُور تھے، قادیانی نوجوانوں نے اسٹیشن پر اپنا کفریہ لٹریچر میڈیکل کالج کے

مسلمان طلبا میں تقسیم کرنے کی کوشش کی۔ مسلمان طلبا نے نہ صرف لٹریچر لینے سے انکار کیا بلکہ اسلام زندہ باد اور ختم نبوت زندہ باد کے نعرے بھی لگائے۔ قادیانیت کے مرکز میں ان کے خلاف نعروں کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ چنانچہ قریب تھا کہ فریقین میں تصادم ہوجاتا، گاڑی روانہ ہوگئی۔ مرزائیوں نے ان طلبا کو مزا چکھانے کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی اوران طلبا کی واپسی کا انتظار کیا۔

۲۹رمئی ۱۹۷۴ء کو ٹرین جب سرگودھا اسٹیشن پر پہنچی تو وہاں سے کچھ قادیانی نوجوان سوار ہوئے، یوں چناب نگر تک آنے والے ہر اسٹیشن سے قادیانی غنڈے سوار ہوتے رہے۔ یوں چناب نگر تک آنے والے ہر اسٹیشن سے قادیانی غنڈے سوار ہوتے رہے۔ چناب نگر اسٹیشن پر گاڑی رکی تو طلبا کی بوگی کے دونوں اطراف سے قادیانی اور فرقان فورس کے مسلح نوجوانوں نے مسلمان طلبا پر حملہ کردیا، خوب مارا پیٹا، لہولہان اور ادھ موا کردیا۔ تقریباً دو گھنٹے سے زائد وقت تک گاڑی رکی رہی۔ آخرکار واقعہ کی اطلاع فیصل آباد میں موجود مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا تاج محمودؒ کو ہوئی جو ریلوے اسٹیشن کی مسجد کے امام وخطیب بھی تھے۔ مولانا مرحوم نے فوری طور پر دوست واحباب، انتظامیہ، کالج یونیورسٹی کے خدام ختم نبوت کو کال کی، اطلاع ملنے کے آدھ گھنٹہ کے بعد مولانا تاج محمودؒ جس وقت فیصل آباد اسٹیشن پر پہنچے تو تاحد نظر غیور مسلمانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر عشق نبوی کی گواہی دینے کے لئے موجود تھا۔ مسلمانوں میں بہت زیادہ اشتعال پایا جا رہا تھا۔ مولانا نے معاملات سنبھالے، لوگوں کو متوجہ کیا۔ اس موقع پر مولانا تاج محمودؒ کا تاریخی جملہ رقم کئے بغیر بات ادھوری رہ جائے گی۔ مولانا نے فرمایا:

’’میرے بیٹو! جب تک تمہارے خون کے ایک ایک قطرہ کا قادیانیوں سے حساب نہیں لیا جاتا ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔‘‘

گورنمنٹ سے مذاکرات شروع ہوئے، مطالبات پیش کئے، پورے ملک میں اطلاع ہوچکی تھی، تمام مسلمان سراپا احتجاج بن چکے تھے۔ مطالبات یہ تھے کہ:

☆...... سانحۂ چناب نگر کی ہائی کورٹ کی سطح پر تحقیقات کروائی جائیں۔

☆...... قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

☆...... قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲۹رمئی ۱۹۷۴ء سے ۷رستمبر ۱۹۷۴ء تک چلنے والی اس عظیم الشان تحریک کی یومیہ کارروائی محفوظ ہورہی تھی۔

پوری قومی اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی کی شکل دی گئی اور اس سانحہ کے بعد قادیانیت کے کفر کو اسمبلی کے فلور پر پیش کیا۔ قادیانیوں کی طرف سے مرزا ناصر پیش ہوا، اور لاہوری مرزائی پارٹی کی طرف سے عبدالمنان مسعود بیگ اور صدرالدین پیش ہوئے، ان کو اپنے عقائد اور اپنا موقف پیش کرنے کا پورا پورا موقع دیا گیا۔ ممبران اسمبلی نے ان کو سنا، قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے دو ماہ میں ۲۸ اجلاس کئے اور ۹۶ گھنٹے صرف کئے۔ چنانچہ اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار نے قادیانی سربراہ مرزا ناصر احمد پر گیارہ دن تک ۴۲ گھنٹے اور لاہوری گروپ پر سات گھنٹے جرح کی۔ اس دوران وزیراعظم اور وزیرقانون نے تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں سے کئی ملاقاتیں کی۔ بہت مدوجزر آئے، نشیب و فراز کی وادیوں سے گزرتے ہوئے وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے بل پر دستخط کردیئے، اس طرح قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر ۷رستمبر ۱۹۷۴ء کو ۴بجکر ۳۵منٹ سہ پہر قادیانیوں اور لاہوریوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دے دیا۔ الحمدللہ! جناب ذوالفقار علی بھٹو نے قائد ایوان کی حیثیت سے تقریباً ۲۷ منٹ وضاحتی تقریر کی۔ وزیرقانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے آئینی ترمیم کا تاریخی بل پیش کیا اور بل اتفاق رائے سے منظور ہوا تو خصوصی کمیٹی کے تمام اراکین حزب اقتدار اور حزب اختلاف والے بغل گیر ہوئے اور خوشی سے ان کے چہرے کھل اٹھے۔

جناب وزیراعظم نے اپنی تقریر میں کہا کہ منکرین ختم نبوت کو غیرمسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ پوری قوم کی خواہشات کا آئینہ دار ہے۔

آج پوری ملت اسلامیہ اور ملت کفر یہ جان چکی ہے کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں ان کا اسلام اور اہل اسلام سے کسی قسم کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔

آیئے ہم بھی عزم کریں کہ جب تک جان میں جان ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کا مشن جاری رہے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دست و بازو بن کر اکابرین کے حکم پر چلتے ہوئے صدائے حق ’’تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد‘‘ لگاتے رہیں۔ ان شاء اللہ العزیز!۔☆☆......☆

علامہ اقبالؒ اور قادیانیت

جناب محمد متین خالد صاحب

ترجمانِ حقیقت حضرت علامہ اقبالؒ بیسویں صدی کے شہرۂ آفاق دانشور، عظیم روحانی شاعر، اعلیٰ درجہ کے مفکر اور بلند پایہ فلسفی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عہد ساز انسان بھی تھے۔ایسی زندہ و جاوید ہستیاں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔ ان کا دل ملتِ اسلامیہ کے لئے دھڑکتا تھا۔ وہ انسانیت کی اعلیٰ قدروں کے وارث اور شارح تھے۔ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے انحطاط اور تنزل کی گھاٹی کی طرف تیزی سے گرتے عالم اسلام کے تنِ مضمحل میں ایک نئی روح پھونکی اور اسے انقلاب کی راہ دکھائی۔علامہ اقبالؒ کے حوالے سے یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ وہ انسانی خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ اعلیٰ تعلیم یافتہ، نابغہ روزگار اور راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ جہاں تک قادیانیت کا تعلق ہے تو اس حوالے سے تو وہ محرمِ رازِ درون خانہ تھے۔انہوں نے جب بنظر غائر دیکھ لیا کہ مرزائی خود تو مرتد اور غیر مسلم ہیں ہی، لیکن عامۃ المسلمین کو بھی مرتد بنانے کے لئے کوشاں ہیں اور ”چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد“ کے مصداق اسلام کا لبادہ اوڑھ کر انہیں گمراہ کر رہے ہیں تو وہ اسے اپنی اسلامی غیرت وحمیت اور محبت رسول کے حوالے سے برداشت نہ کر سکے۔انہوں نے انتہائی زیرکی اور ژرف نگاہی سے اس اہم مسئلے کا جائزہ لیا اور اپنے تاثرات امت مسلمہ کے سامنے واضح انداز میں پیش کر دیے۔عاشق رسول علامہ اقبالؒ کو اس بات پر کامل ایقان تھا کہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر رسالت و نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی

علامہ اقبال نے اپنے خطبات، مضامین، توضیحات، خطوط اور افکار و اشعار کے ذریعے قادیانیت کی سرکوبی کی اور اس تحریک کے عالم اسلام پر دینی، معاشی، سیاسی اور تمدنی اثرات اور ان کے منفی نتائج سے امتِ مسلمہ کو آگاہ کیا

تشریعی، غیر تشریعی، ظلی، بروزی یا نیا نبی نہیں آئے گا، اگر کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ نہ صرف کاذب و مفتری ہے بلکہ دائرہ اسلام سے بھی خارج ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ختم نبوت اسلام کا متفقہ، اساسی اور اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو پوری امت مسلمہ کے اتحاد، یکجہتی، وحدت، استحکام اور سالمیت کا آئینہ دار ہے۔ دین اسلام کی پوری عمارت اس عقیدہ پر کھڑی ہے۔ یہ ایک ایسا حساس عقیدہ ہے کہ اگر اس میں شکوک وشبہات کا ذرا سی بھی رخنہ پیدا ہو جائے تو ایک مسلمان نہ صرف اپنی متاعِ ایمان کھو بیٹھتا ہے بلکہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔

علامہ اقبال کو اس بات کا مکمل ادراک تھا کہ ملتِ اسلامیہ کو جن فتنوں نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا، ان میں سب سے خطرناک فتنۂ قادیانیت کا ہے۔علامہ اقبالؒ نے قادیانیوں کی ملتِ اسلامیہ کے خلاف بڑھتی ہوئی سازشوں کو شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے خطبات، مضامین، توضیحات، خطوط اور افکار و اشعار کے ذریعے قادیانیت کی سرکوبی کی اور اس تحریک کے عالم اسلام پر دینی، معاشی، سیاسی اور تمدنی اثرات اور ان کے منفی نتائج سے امتِ مسلمہ کو آگاہ کیا۔علامہ اقبالؒ کو یہ منفرد اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے حکومت کو سب سے پہلے یہ مطالبہ پیش کیا کہ قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے کیونکہ یہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ملتِ اسلامیہ کی اجتماعیت کو پارہ پارہ کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے اندر رہ کر ایک

نئی امت تشکیل دے رہے ہیں۔حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبالؒ کے نزدیک ختم نبوت پر مکمل ایمان، در اصل مسلم اور غیر مسلم کے درمیان ایک حد فاصل ہے۔انہوں نے 3 مئی 1935ء کوعقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اورقادیانیت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

’’مسلمان اُن تحریکوں کے معاملہ میں زیادہ حساس ہے جواس کی وحدت کے لئے خطرناک ہیں۔چنانچہ ہرایسی مذہبی جماعت جوتاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہولیکن اپنی بناءنئی نبوت پر رکھے اور بزعمِ خوداپنے الہامات پراعتقادنہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کوکافرسمجھے،مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے خطرہ تصورکرے گااور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت ختمِ نبوت سے ہی استوار ہوتی ہے۔‘‘ (قادیانی اور جمہور مسلمان از علامہ محمد اقبالؒ مطبوعہ اسٹیٹسمین (دہلی)14 مئی 1935ء)

علامہ اقبالؒ قادیانیت کے بھیانک چہرے سے پردہ اٹھاتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’اس سے قبل اسلامی موبدیت نے حال ہی میں جن دوصورتوں میں جنم لیا ہے، میرے نزدیک ان میں بہائیت، قادیانیت سے کہیں زیادہ مخلص ہے کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے لیکن موخرالذکراسلام کی چندنہایت اہم صورتوں کوظاہری طورپرقائم رکھتی ہے۔لیکن باطنی طور پراسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے۔اس کا حاسد خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمنوں کے لئے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں،اس کا نبی کے متعلق نجومی کا تخیل اوراس کا روحِ مسیح کے تسلسل کاعقیدہ وغیرہ،یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔‘‘ (قادیانی اور جمہور مسلمان از علامہ محمد اقبالؒ مطبوعہ اسٹیٹسمین (دہلی)14 مئی 1935ء)

’’ثانیاً ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دُنیائے اسلام سے متعلق اُن کے رویہ کوفراموش نہیں کرنا چاہیے۔ بانی تحریک (مرزا قادیانی) نے ملت اسلامیہ کوسڑے ہوئے دودھ سے تشبیہ دی تھی اوراپنی جماعت کوتازہ دودھ سے اوراپنے مقلدین کوملت اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا۔علاوہ بریں ان کا بنیادی اصولوں سے انکار،اپنی جماعت کانیانام (احمدی) مسلمانوں کی قیامِ نماز سے قطع تعلق، نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اوران سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ دنیائے اسلام کافر ہے،یہ تمام اُمورقادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں دور ہیں، جتنے سکھ، ہندوؤں سے کیونکہ سکھ ہندوؤں سے باہمی شادیاں کرتے ہیں۔اگرچہ وہ ہندوؤں میں پوجا نہیں کرتے۔‘‘ (علامہ محمد اقبالؒ کا خط اسٹیٹسمین (دہلی) کے نام مطبوعہ 10 جون 1935ء)

حضرت علامہ اقبالؒ، قادیانی جماعت کے بانی آنجہانی مرزا قادیانی کوایک مذہبی سٹے باز قراردیتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ہندوستان میں کوئی مذہبی سٹے باز اپنی اغراض کی خاطر ایک نئی جماعت کھڑی کرسکتا ہے اور یہ لبرل حکومت اصل جماعت کی وحدت کی ذرہ بھر پروا نہیں کرتی بشرطیکہ یہ مدعی اسے اپنی اطاعت اوروفاداری کا یقین دلا دے اوراس کے پیرو حکومت کے محصول ادا کرتے رہیں۔‘‘ (قادیانی اور جمہور مسلمان از علامہ محمد اقبالؒ مطبوعہ اسٹیٹسمین (دہلی)14 مئی 1935)

شروع میں جب مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو عالم دین اورمناظر اسلام کے طور پرخود کو متعارف کروایا تو بہت سے لوگ وقتی طور پر اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ان میں حضرت علامہ اقبالؒ بھی شامل تھے ۔ بعد میں جب مرزا قادیانی نے مجدد، امام مہدی، مسیح موعود، نبی ، رسول حتی کہ نعوذ باللہ محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تو حضرت علامہ اقبالؒ کا خون کھول اُٹھا اوراُس کی تکذیب کرتے ہوئے فرمایا:

’’کسی مذہبی تحریک کی اصل روح ایک دن میں نمایاں نہیں ہو جاتی۔اسے اچھی طرح ظاہر ہونے کے لئے برسوں چاہئیں۔تحریک کے دو گروہوں (ربوی و لاہوری) کے باہمی نزاعات اس امر پرشاہد ہیں کہ خوداِن لوگوں کوجو بانیِ تحریک کے ساتھ ذاتی رابطہ رکھتے تھے،معلوم نہ تھا کہ تحریک آگے چل کرکس راستہ پر پڑ جائے گی۔ ذاتی طور پرمیں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا تھا،جب ایک نئی نبوت...... بانیِ اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت...... کا دعویٰ کیا گیا اور تمام مسلمانوں کوکافرقرار دیا گیا۔بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی، جب میں نے تحریک کے ایک رُکن کواپنے کانوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے۔اگر میرے موجودہ رویہ میں کوئی تناقض ہے تو یہ بھی ایک زندہ اورسوچنے والے انسان کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے بدل سکے۔ بقول ایمرسن صرف پتھر اپنے آپ کونہیں جھٹلا سکتے۔‘‘ (قادیانی ہفت روزہ ’’سن رائز‘‘(Sun Rise) کے جواب میں

’’ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو اجزاء نبوت کے موجود ہیں یعنی یہ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب ہے اور واجب القتل۔ مسیلمہ کذاب کو اسی بنا پر قتل کیا گیا حالانکہ طبری لکھتا ہے وہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا مصدق تھا، اور اس کی اذان میں حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق تھی۔‘‘(انوار اقبالؒ از بشیر احمد ڈار صفحہ 45)

پنڈت جواہر لال نہرو کے نام ایک تاریخی خط میں حضرت علامہ اقبالؒ قادیانیوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

’’میں اپنے ذہن میں اس امر کے متعلق کوئی شبہ نہیں پاتا کہ احمدی اسلام اور ہندوستان کے غدار ہیں۔‘‘(حضرت علامہ محمد اقبالؒ کا خط بنام پنڈت جواہر لال نہرو بتاریخ 21 جون 1936ء)

’’میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں، یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں اور ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلا دیں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کر لیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقۂ اسلام میں ہو تا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔‘‘ (علامہ محمد اقبالؒ کا خط اسٹیٹسمین (دہلی) کے نام مطبوعہ 10 جون 1935ء)

علامہؒ نے 1936ء میں پنجاب مسلم لیگ کی کونسل میں قادیانیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کی تجویز بھی پاس کرائی اور صوبائی اور مرکزی اسمبلی کے لیگی امیدواروں سے حلفیہ تحریری اقرار نامہ لکھوایا کہ وہ کامیاب ہو کر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے لئے آئینی اداروں میں مہم چلائیں گے۔ افسوس کہ اس کاروائی کا ریکارڈ قادیانی نواز لوگوں نے علامہؒ کے انتقال کے بعد تلف کروا دیا۔ یہ اعزاز بھی حضرت علامہ اقبالؒ کو حاصل ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے برطانوی حکومت سے مطالبہ کیا کہ چونکہ قادیانی مذہبی اور سیاسی طور پر مسلمانوں سے علیحدہ تشخص رکھتے ہیں، لہٰذا انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اس سلسلہ میں وہ فرماتے ہیں:

’’میں سمجھتا ہوں کہ قادیانیوں کی تفریق کی پالیسی کے پیش نظر جو انھوں نے مذہبی اور معاشرتی معاملات میں ایک نئی نبوت کا اعلان کر کے اختیار کی ہے، خود حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے بنیادی اختلافات کا لحاظ رکھتے ہوئے آئینی اقدام اٹھائے اور اس کا انتظار نہ کرے کہ مسلمان کب مطالبہ کرتے ہیں اور مجھے اس احساس میں حکومت کے سکھوں کے متعلق رویہ سے اور بھی تقویت ملی۔ سکھ 1919ء تک آئینی طور پر علیحدہ سیاسی جماعت تصور نہیں کئے جاتے تھے لیکن اس کے بعد علیحدہ جماعت تسلیم کر لئے گئے، حالانکہ انھوں نے کوئی مطالبہ نہیں کیا تھا بلکہ لاہور ہائی کورٹ نے فیصلہ کیا تھا کہ سکھ ہندو ہیں۔‘‘(علامہ محمد اقبالؒ کا خط اسٹیٹسمین (دہلی) کے نام مطبوعہ 10 جون 1935ء)

’’ثالثاً اس امر کو سمجھنے کے لئے کسی خاص ذہانت یا غور و فکر کی ضرورت نہیں ہے کہ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں، پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رہنے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟...... میرے خیال میں قادیانی حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے۔ ملتِ اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے کیونکہ وہ ابھی اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکے۔‘‘(اسٹیٹسمین کے جواب میں، مطبوعہ روزنامہ اسٹیٹسمین دہلی)

’’میری رائے میں حکومت کے لئے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کر لے۔ یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا اور مسلمان ان سے ویسی رواداری سے کام لے گا، جیسے وہ باقی مذاہب کے معاملہ میں اختیار کرتا ہے۔‘‘ (قادیانی اور جمہور مسلمان از علامہ محمد اقبالؒ مطبوعہ اسٹیٹسمین (دہلی)

مسلم لیگ کے پارلیمنٹری بورڈ نے اپنے حلف نامے میں یہ شق رکھی کہ:

’’میں اقرارِ صالح کرتا ہوں اگر میں آئندہ پنجاب اسمبلی میں نامزد ہو کر کامیاب ہو گیا تو اسلام اور ہندوستان کے مفاد کی خاطر مرزائیوں کو دوسرے مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دیے جانے کے لئے انتہائی کوشش کروں گا۔‘‘ (اقبال کے آخری دو سال از عاشق حسین بٹالوی ص 341)

حضرت علامہؒ نے بحیثیت صدر پنجاب مسلم لیگ اس کی توثیق فرما کر قادیانیت کو سیاسی سطح پر ایک اور ضربِ کاری لگائی۔

’’اگر قوم کی وحدت و سالمیت کو خطرہ لاحق

ہو تو اس کے لئے صرف ایک ہی چارۂ کار رہ جاتا ہے کہ وہ انتشار انگیز قوتوں کے خلاف اپنا دفاع کرے اور اپنے دفاع کے کیا طریقے ہیں؟ مدلل تحریریں اور ایسے شخص کے دعووں کا ابطال جو اپنی اصل جماعت کی نگاہوں میں ”مذہبی مہم جو“ ہو۔ تو کیا یہ مناسب ہے کہ جس اصل جماعت کی سالمیت خطرے میں ہو اُسے برداشت کی تلقین کی جائے اور باغی گروہ کو تحفظ کے ساتھ اپنی تبلیغ جاری رکھنے کی اجازت دی جائے‘ خواہ یہ تبلیغ سخت جھوٹ اور گستاخانہ عبارات سے بھی لبریز ہو۔“

(قادیانی اور جمہور مسلمان از علامہ محمد اقبالؒ مطبوعہ اسٹیٹسمین (دہلی) 14 مئی 1935ء)

چنانچہ اس تناظر میں سابق وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں 7 ستمبر 1974ء کو پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے دونوں فرقوں (ربوی و لاہوری) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور آئین پاکستان کی شق (2) 160 اور (3) 260 میں اس کا مستقل اندراج کردیا۔ لیکن اس کے باوجود قادیانی مسلسل شعائر اسلامی استعمال کرتے ہیں۔ وہ غیر مسلم ہونے کے باوجود اپنی عبادت گاہ کو مسجد، مرزا قادیانی کو نبی اور رسول، مرزا قادیانی کی بیوی کو ام المومنین، مرزا قادیانی کے دوستوں کو صحابہ کرام، قادیان کو مکہ مکرمہ، ربوہ کو مدینہ، مرزا قادیانی کی باتوں کو احادیث، مرزا قادیانی پر اترنے والی نام نہاد وحی کو قرآن مجید اور محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی لیتے ہیں۔ چنانچہ 26 اپریل 1984ء کو حکومت نے امن وامان کی صورتحال کے پیش نظر امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس میں قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال سے قانوناً روکا گیا۔ اس آرڈیننس کے نتیجہ میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کے تحت کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا، اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتا، اپنے مذہب کی تبلیغ وتشہیر اور شعائر اسلامی وغیرہ استعمال نہیں کرسکتا۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ 3 سال قید اور جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔ قادیانیوں نے لندن میں بیٹھے اپنے سربراہ کے حکم پر اس آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پورے ملک میں شعائر اسلامی کی توہین کی اور آرڈیننس کے خلاف ایک بھرپور مہم چلائی۔ جس کے نتیجہ میں پاکستان کے اکثر شہروں میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہوئی۔ قادیانی قیادت نے اس آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا۔ عدالت نے اپنے فیصلہ میں قرار دیا کہ قادیانیوں پر پابندی بالکل درست ہے۔ اس کے بعد قادیانیوں نے چاروں صوبوں کی ہائی کورٹس میں چیلنج کیا، یہاں پر بھی عدالتوں نے دونوں طرف کے دلائل سننے کے بعد قرار دیا کہ آرڈیننس بالکل قانون کے مطابق ہے۔ قادیانیوں کو آئین میں دی گئی اپنی حیثیت تسلیم کرتے ہوئے شعائر اسلامی استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ آخر میں قادیانیوں نے ان تمام فیصلوں کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا اور یہ موقف اختیار کیا کہ ہمیں آئین کے مطابق آزادی کا حق حاصل ہے، لیکن ہمیں شعائر اسلامی استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔ لہٰذا عدالت تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کو کالعدم قرار دے۔ سپریم کورٹ کے فل بنچ نے اس کیس کی مفصل سماعت کی۔ دونوں طرف سے دلائل دیے گئے۔ قادیانیوں کی اصل کتابوں سے متنازعہ ترین حوالہ جات پیش کیے گئے۔ اس کے بعد سپریم کورٹ نے اپنے تاریخی فیصلہ (ظہیر الدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718) میں قرار دیا کہ کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کی تبلیغ کرسکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ سزا اور جرمانے کا مستوجب ہوگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ جج صاحبان کسی دینی مدرسہ یا اسلامی دارالعلوم کے استاد نہیں تھے بلکہ انگریزی قانون پڑھے ہوئے تھے۔ ان کا کام آئین و قانون کے تحت انصاف مہیا کرنا ہوتا ہے۔ فاضل جج صاحبان کا یہ بھی کہنا تھا کہ قادیانی اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں جبکہ دھوکا دینا کسی کا بنیادی حق نہیں ہے اور نہ اس سے کسی کے حقوق یا آزادی ہی سلب ہوتی ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے سلسلہ میں حضرت علامہ اقبالؒ نے شعر و سخن کے ذریعے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ اردو اور فارسی میں کئی نظمیں قادیانیت کی تردید و مذمت میں لکھیں۔ مرزا قادیانی کی نام نہاد نبوت اور انگریز پرستی کا پردہ چاک کرتے ہوئے حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

”وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگِ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام“

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دُنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
ہم پوچھتے ہیں شیخِ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر

☆☆......................☆☆

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور اسوۂ نبوی

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا مفتی خالد محمود

اسی عمل کا تسلسل ہے کہ جب متحدہ ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے پیروکاروں کی ایک جماعت بنالی تو اسوۂ نبوی اور صحابہ کرام کے عمل کی پیروی کرتے ہوئے علماء حق اس جھوٹی نبوت کے خاتمے کے لئے میدان عمل میں آئے اور اس کا ہر سطح پر مقابلہ کیا، اس وقت کی حکومت برطانیہ کی چوں کہ مکمل سرپرستی مرزا غلام احمد کو حاصل تھی اس لئے اس فتنہ کا خاتمہ اس طرح تو نہیں کیا جاسکا جس طرح دورِ نبوی اور دورِ صحابہ میں ہوا مگر اس فتنے کے مقابلہ اور اس کو ختم کرنے کے لئے کوئی سستی اور غفلت نہیں برتی گئی بلکہ تحریری، تقریری، مناظرہ، مباہلہ غرضیکہ ہر سطح پر اس کا مقابلہ کیا۔

ان تمام فتنوں میں جو امت کی تاریخ میں رونما ہوئے فتنۂ قادیانیت سرفہرست ہے، ظہور اسلام سے لے کر اس وقت تک کوئی فتنہ اسلام کی تاریخ میں اتنا نازک اور ابتلاء کا نہیں رہا، جتنا قادیانیت ہے، اس کا خطرناک پہلو یہ ہے کہ یہ ایک مستقل دین اور متوازی امت کی تشکیل کرتا ہے بعض لوگ اسے بھی دیگر فرقوں کی طرح ایک اسلامی فرقہ سمجھ کر اس فتنہ کی شدت کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں شاید ان کی نظر سے قادیانی لٹریچر نہیں گزرا ورنہ وہ کبھی اس سوچ کے حامل نہ ہوتے، حقیقت یہ ہے کہ قادیانیت ایک متوازی اُمت اور ایک مستقل دین کی داعی ہے، یہاں نبی کے مقابلے میں نبی کو کھڑا کیا گیا بلکہ اسے دوسرے انبیاء سے حتی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل قرار دیا، شعائر کے مقابلہ میں شعائر، مقامات مقدسہ کے مقابلہ میں مقامات مقدسہ، کتاب کے مقابلہ میں کتاب، افراد کے مقابلہ میں افراد ہر چیز کا بدل انہوں نے مہیا کیا، چنانچہ نبی کے مقابلہ میں نبی اور جھوٹے نبی کے ماننے والوں کو صحابہ کا درجہ دیا گیا، اس کی بیویوں کو امہات المؤمنین کہا گیا، مکہ اور مدینہ کے مقابلہ میں قادیان کو ارضِ حرم اور مکۃ المسیح قرار دیا، حج کے مقابلہ میں قادیان حاضری کو حج سے زیادہ ثواب قرار دیا، قرآن کریم کے مقابلہ میں ''تذکرہ'' نامی کتاب کو پیش کیا غرضیکہ ایک ایک چیز میں اختلاف کیا اور صرف اختلاف نہیں بلکہ مقابلہ کیا اور خود اس کا انہوں نے اعتراف کیا چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا محمود اپنی ایک تقریر میں کہتا ہے:

''حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ ان کا (یعنی مسلمانوں) کا اسلام اور ہے ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور، ہمارا حج اور ہے اور ان کا اور، اسی طرح ہر بات میں ان سے اختلاف ہے۔''

''یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا اللہ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔'' (خطبہ جمعہ، الفضل)

اس طرح کی بے شمار تحریری پیش کی جاسکتی ہیں کہ یہ صرف ایک فرقہ نہیں بلکہ نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک بغاوت اور اسلام کے متوازی ایک علیحدہ دین ہے، جس کا اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ کوئی تعلق ہیں اور نہ ہی انہیں اسلام کا نام استعمال کرنے کا حق ہے اور نہ یہ اپنے آپ کو مسلمان کہلواسکتے ہیں لیکن ان کی ہٹ دھرمی ہے کہ سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ اسلام اور مسلمانانِ اسلام کا نام استعمال کرتے ہیں اس لئے ہمیشہ امت محمدیہ نے یہ مطالبہ کیا کہ انہیں غیر مسلم قرار دیا جائے۔ اس کے لئے ۱۹۵۳ء میں تحریک چلی جس میں یہی بنیادی مطالبہ تھا مگر اسے قوت و طاقت کے بل بوتے پر کچل دیا گیا اور اسے ناکام بنانے کی کوشش کی۔

۱۹۷۴ء میں ایک بار پھر تحریک چلی جس میں پاکستان کے تمام مسلمانوں کا بیک آواز ایک ہی مطالبہ تھا کہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا

جائے۔ اس مطالبہ نے زور پکڑا، پر امن تحریک چلی، پوری قوم اس مسئلہ پر متفق تھی چنانچہ یہ تحریک ۷؍ستمبر کے تاریخ ساز آئینی فیصلہ پر منتج ہوئی۔ تحریک کی تفصیلات تو بہت ہیں مگر اختصار کے ساتھ واقعات کی ترتیب کچھ اس طرح ہے:

''۱:...۲۲؍مئی کو طلبا کے وفد کی ربوہ اسٹیشن پر قادیانیوں سے تو تکار ہوئی۔

۲:...۲۹؍مئی کو بدلہ لینے کے لئے قادیانیوں نے طلبا پر قاتلانہ سفاکانہ حملہ کیا۔

۳:...۳۰؍مئی کو لاہور اور دیگر شہروں میں ہڑتال ہوئی۔

۴:...۳۱؍مئی کو سانحہ ربوہ کی تحقیقات کے لئے صمدانی ٹریبونل کا قیام عمل میں آیا۔

۵:...۳؍جون کو مجلس عمل کا پہلا اجلاس راولپنڈی میں منعقد ہوا۔

۶:...۹؍جون کو مجلس عمل لاہور کے اجلاس میں حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری کو مجلس عمل کا کنوینر مقرر کیا گیا۔

۷:...۱۳؍جون کو وزیر اعظم نے نشری تقریر میں بجٹ کے بعد مسئلہ قومی اسمبلی کے سپرد کرنے کا اعلان کیا۔

۸:...۱۴؍جون کو ملک گیر ایسی مکمل ہڑتال ہوئی جس کی نظیر پاکستان کی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔

۹:...۱۶؍جون کو مجلس عمل کا لائل پور میں اجلاس ہوا جس میں حضرت بنوری کو امیر اور مولانا محمود احمد رضوی کو سیکرٹری منتخب کیا گیا۔

۱۰:...۳۰؍جون کو قومی اسمبلی میں ایک متفقہ قرارداد پیش ہوئی جس پر غور کے لئے پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی میں تبدیل کر دیا گیا۔

۱۱:...۲۴؍جولائی کو وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ جو قومی اسمبلی کا فیصلہ ہوگا، ہمیں منظور ہوگا۔

۱۲:...۳؍اگست کو صمدانی ٹریبونل نے تحقیقات مکمل کر لیں۔

۱۳:...۵؍اگست سے ۲۳؍اگست تک وقفوں سے مکمل گیارہ روز میں ۴۱؍گھنٹے اور پچاس منٹ مرزا ناصر نے قومی اسمبلی میں اپنا بیان اور شہادت ریکارڈ کرائی اور ان پر جرح کی گئی۔

۱۴:...۲۰؍اگست کو صمدانی ٹریبونل نے اپنی رپورٹ سانحہ ربوہ سے متعلق وزیر اعلیٰ کو پیش کی۔

۱۵:...۲۲؍اگست کو رپورٹ وزیر اعظم کو پیش کی گئی۔

۱۶:...۲۴؍اگست کو وزیر اعظم نے فیصلہ کے لئے ۷؍ستمبر کی تاریخ مقرر کی۔

۱۷:...۲۷، ۲۸؍اگست کو لاہوری گروپ پر قومی اسمبلی میں ۸؍گھنٹے ۲۰؍منٹ تک جرح ہوئی۔

۱۸:...یکم ستمبر کو لاہور شاہی مسجد میں ملک گیر ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔

۱۹:...۶، ۵؍ستمبر کو اٹارنی جنرل نے قومی اسمبلی میں عمومی بحث کی اور مرزائیوں پر جرح کا خلاصہ پیش کیا۔

۲۰:...۶؍ستمبر کو مجلس عمل کی راولپنڈی میں ختم نبوت کانفرنس، وزیر اعظم سے ملاقات (اور فیصلہ)

۲۱:...۷؍ستمبر ڈھائی بجے قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس ہوا جس میں کمیٹی کی سفارشات کو حتمی شکل دی گئی۔ قومی اسمبلی کی اس خصوصی کمیٹی نے ۲۸؍اجلاس کئے جن میں مجموعی طور پر ۹۶؍گھنٹے غور وخوض کیا گیا۔

۲۲:...۷؍ستمبر کو قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا جس میں وہ تاریخی بل پیش کیا اور پانچ بجکر باون منٹ پر اسپیکر قومی اسمبلی نے تمام اراکین کی متفقہ رائے سے ترمیم پاس ہونے کا اعلان کیا۔

۲۳:...اسی روز (۷؍ستمبر کو) ایوان بالا سینٹ کا اجلاس ہوا جس میں قومی اسمبلی سے منظور شدہ بل پیش کیا گیا اور ۸ بجکر چار منٹ پر ایوان بالا نے بھی متفقہ طور پر یہ بل منظور کرنے کا اعلان کیا۔ مخالفت میں کوئی ووٹ نہیں آیا۔

۲۴:...۷؍ستمبر کو قومی اسمبلی نے فیصلہ کا اعلان کیا کہ مرزا قادیانی کے ماننے والے ہر دو گروپ غیر مسلم ہیں۔ اور اس شق کو باقاعدہ آئین کا حصہ بنا دیا گیا۔

قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد وعدہ کیا گیا تھا کہ اس سلسلہ میں باقاعدہ قانون سازی کی جائے گی تاکہ قادیانی اپنے اسلام اور مسلمان کا لفظ اور دیگر اسلامی اصطلاحات استعمال نہ کرسکیں، مگر اس سلسلہ میں ٹال مٹول سے کام لیا گیا اور قانون سازی نہ کی جاسکی تا آنکہ ۱۹۸۴ء میں ایک بار پھر خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمہ اللہ کی سربراہی میں تحریک کو منظم کیا گیا جس کے نتیجہ میں امتناع قادیانیت آرڈیننس منظور ہوا جس کی رو سے قادیانیوں کے لئے اپنے آپ کو مسلمان کہنا یا کہلوانا، اپنی عبادت گاہ کو مسجد قرار دینا، اذان دینا، کلمہ طیبہ کا بیج لگانا، مرزا غلام احمد کو نبی کہنا، اس کے ساتھیوں کو صحابی اور اس کی بیویوں کو امہات المؤمنین کہنا وغیرہ الفاظ کا استعمال قابلِ تعزیر جرم قرار دیا گیا۔

ستمبر کا مہینہ ہمیں اس واقعہ اور اس جدوجہد کی یاد دلاتا ہے اور ہمیں آمادہ کرتا ہے کہ ہم بھی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔☆☆☆

عیسائی پادریوں سے چند سوالات

قسط:۱۲

حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

بہرحال انسان ہضم کی طرف اور پھر کھانے کا فضلہ جدا کرنے کے لئے قضائے حاجت کی طرف اور پیشاب کی طرف محتاج ہے، یہ تسلسل کے ساتھ احتیاج دراحتیاج ہے پھر ایسی مخلوق کو خدا کیسے مانا جاسکتا ہے؟ ’’کانا یأکلان الطعام‘‘ وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے، سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کو کیسے عام انداز میں کیسے موثر طور پر ثابت کردیا۔ اسی نظام کی طرف شیخ سعدیؒ نے اس طرح اشارہ کیا ہے:

ابرو بادومہ و خورشید و فلک درکار اند
تاتونانے بکف آری و بغفلت نخوری

یعنی تیرے کھانے کے انتظام میں بادل، ہوا، چاند، سورج اور آسمان نے کام کیا ہے، لہٰذا جب تم لقمہ ہاتھ میں رکھو تو غفلت کے ساتھ نہ کھاؤ۔

عیسائی کیسے گمراہ ہوئے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے ۵۷۰ سال پہلے بیت اللحم مقام میں پیدا ہوئے تھے، یہ ایک چھوٹے سے گاؤں کا نام ہے جو بیت المقدس کے پاس ہے۔ آپ کے ماننے والوں کو عیسائی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار اور امتی ہیں انہیں مسیحی بھی کہتے ہیں، کیونکہ مسیح علیہ السلام کو مسیح بن مریم بھی کہتے ہیں، ان لوگوں کا تیسرا تعارف نصاریٰ ہے، یہ نام اس وجہ سے ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ناصرہ مقام میں پرورش پائی تھی، یہ ایک گاؤں کا نام ہے جو شام کے علاقہ طبریہ سے تیرہ میل کے فاصلہ پر ہے، ان لوگوں کو قرآن نے اہل کتاب کے نام سے بھی یاد کیا ہے، اہل کتاب یہود و نصاریٰ دونوں کو کہتے ہیں، کیونکہ اپنے دور میں ان لوگوں کے پاس آسمانی کتابیں تھیں اور بعد کے زمانے میں نزول قرآن سے پہلے دوسرے اقوام عالم کی نسبت یہ لوگ کتاب والے مانے جاتے تھے۔

بہرحال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والی امت کو مسیحی عیسائی کہتے ہیں، یہ امت اپنے دور میں برحق اور راہِ راست پر چلنے والی امت تھی، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے جو قربِ قیامت کے وقت دوبارہ زمین پر آئیں گے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر جہاد کریں گے اور سارے یہود اور دجال کو قتل کریں گے، جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالیا تو ۸۰ سال بعد آپ کی امت راہِ راست سے بھٹک کر گمراہی میں جا گری اور ان کے بڑے تین فرقے بن گئے، تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

عیسائیوں کی گمراہی کا عجیب واقعہ:

کلینی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ رفع عیسیٰ کے ۸۰ سال تک نصاریٰ صحیح دین پر قائم تھے اور ان کے اعمال درست تھے اور شرک سے بیزار تھے، پھر یہودیوں کے ساتھ ان کی ایک طویل لڑائی چھڑ گئی، یہودیوں میں ایک بہادر شخص تھا جس کا نام ’’بولس‘‘ تھا، اس شخص نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تمام ساتھیوں اور اصحاب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ایک دن اس شخص نے اپنے ساتھیوں سے کہا: اگر عیسیٰ حق پر ہو اور اللہ کا رسول ہو تو ہم ان کا کفر کرکے جہنم کے مستحق ہوگئے، لہٰذا یہ بڑے خسارے کی بات ہے کہ ہم تو سارے جہنم میں جائیں اور ہمارے دشمن عیسائی کامیاب ہوکر جنت میں چلے جائیں۔ اس لئے میں ایک حیلہ کے ذریعے سے عیسائیوں کو گمراہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ وہ بھی ہمارے ساتھ دوزخ میں چلے جائیں۔

چنانچہ ’’بولس‘‘ نے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور پھر سر پر مٹی ڈال کر نصاریٰ کے پاس آیا اور اپنے اعمال و افعال پر ندامت کا اظہار کیا، عیسائیوں نے کہا: تم کون ہو؟ بولس نے کہا: میں تمہارا دشمن بولس ہوں، مجھے آسمان سے آواز آئی ہے کہ تیری توبہ قبول نہیں ہوگی، ہاں اگر عیسائیت کو اختیار کرلو تو پھر توبہ قبول ہوجائے گی اور تمہارا گناہ معاف ہوجائے گا۔

(جاری ہے)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

تلونڈی بھنڈراں میں: ۲۸؍جولائی کو ۱۱ بجے صبح مدرسہ فیض الاسلام تلونڈی بھنڈراں کے طلبہ اور اساتذہ کرام سے بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ مدرسہ فیض الاسلام کی بنیاد ۱۹۹۶ء میں بالاکوٹ سے آئے ہوئے خطیب اور عالم دین مولانا غلام نبی کھٹانہ نے رکھی۔ آپ اپنی وفات تک مدرسہ کی آبیاری اور مکی مسجد کی خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں قادیانیوں کو نتھ ڈالے رکھی، آپ کا انتقال مئی ۲۰۱۲ء میں ہوا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے برادر خورد قاری محمد شفیع جانشین مقرر ہوئے، اپنی وفات تک دیپ جلائے رکھا۔ تا آنکہ کیم مارچ ۲۰۱۵ء کو آپ بھی دارِفانی سے رحلت فرما گئے۔ مذکور کی وفات کے بعد آپ کے بھائی مولانا مفتی رضاء الحسن جانشین مقرر ہوئے۔ ایک دور تھا کہ مدرسہ فیض الاسلام میں کثیر تعداد میں درجۂ کتب کے طلبہ ہوتے اور بہت ہی رونق تھی، راقم ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء تک لاہور میں رہا۔ اس دوران یہاں آمد ہوتی اور مکی مسجد میں بیان بھی ہوا۔

بدوملہی جامع مسجد شفاء: ۲۸؍جولائی ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد شفاء مدرسہ تعلیم القرآن بدوملہی میں راقم کا تفصیلی بیان ہوا۔ مسجد کے خطیب اور مدرسہ کے مہتمم مولانا قاری عمران ہیں جو بدوملہی میں مجلس کی سرپرستی کرتے رہتے ہیں۔

جامع مسجد مدنی تھرپال شریف: جامع مسجد کے خطیب مولانا عبدالحفیظ ہیں جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بدوملہی کے امیر ہیں۔ بدوملہی میں قادیانیت کے شرور وفتن کے انسداد کے لئے ہروقت مصروف عمل رہتے ہیں۔ بدوملہی کے پروگراموں میں ان کی رفاقت حاصل رہی، یہاں عصر کی نماز کے بعد ضلعی مبلغ مولانا شرافت حسین نے بیان کیا۔

جامع مسجد فاروقیہ مجید کیے: جامع مسجد کے خطیب مولانا فداء الرحمٰن بالاکوٹی ہیں۔ انہوں نے چناب نگر کورس میں ۲۰۰۵ء میں شرکت کی۔ یہاں مولانا عبدالحفیظ اور راقم کے بیانات ہوئے۔

جامع مسجد پہاڑ والی منڈیکی گورائیہ میں: ۲۹؍جولائی کا خطبہ جمعہ راقم نے دیا۔ جامع مسجد ہذا کے خطیب مولانا عبدالحمید زیدمجدہ جو مانسہرہ سے تعلق رکھتے ہیں بہت ہی بااخلاق نوجوان عالم دین ہیں ایک عرصے سے مسجد ہذا میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ چند ماہ قبل جب ہماری گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا تو مولانا فقیراللہ اختر مدظلہ کی اطلاع پر دس پندرہ منٹ کے اندر تشریف لائے، گاڑی کو محفوظ مقام پر کھڑا کرایا اور راقم کو اپنی مسجد میں لے گئے، دوروز راقم کے ساتھ رہے۔ اللہ پاک انہیں جزائے خیر عطا فرمائیں جولائی کا آخری جمعہ کا خطبہ ان کی جامع مسجد میں دیا، جس میں سینکڑوں حضرات نے شرکت کی۔

جامع مسجد موتی میں جلسہ: اسی روز عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد موتی شاہ آباد اسٹیٹ حاجی پورہ سیالکوٹ میں جلسہ ہوا، جس کی صدارت ختم نبوت یوتھ فورس کے صدر سیّد محبوب احمد گیلانی تھے۔ موصوف متحرک جماعتی کارکن ہیں۔ سیّد پیر شبیر احمد شاہ گیلانیؒ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ موخرالذکر نے ۱۹۸۴ء کی تحریک میں مردانہ وار کردار ادا کیا۔ پیر بشیر احمد شاہ، مولانا انذر قاسمی شہیدؒ، مولانا نعیم آسی شہیدؒ ۱۹۸۴ء میں سیالکوٹ میں ایک موثر کردار تھے۔ تمام تر دباؤ کے باوجود علم ختم نبوت سرنگوں نہیں ہونے دیا۔ سیّد محبوب احمد گیلانی کے زیر اہتمام جلسہ ہوا۔ مولانا فقیر اللہ اختر، علامہ اویس اور راقم کے بیانات ہوئے۔ دعا کے بعد گیلانی صاحب کی طرف سے شرکاء جلسہ کی بریانی سے دعوت کی گئی۔

کمال پور چشتیاں پسرور کی جامع مسجد میں: ۲۹؍جولائی عصر کے بعد راقم کا درس ہوا۔ کمال پور چشتیاں سارا گاؤں ہمارے حضرت لاہوریؒ کے خلیفہ، تحریک آزادی اور تحریک ختم نبوت کے جانباز مجاہد مولانا بشیر احمد پسروریؒ کا حلقہ ارادت ہے۔ حضرت پسروریؒ کے پوتے مولانا مفتی محمد لقمان، مولانا شفیق احمد ڈوگر مدظلہ کے فرزند ارجمند مولانا قاری محمد قاسم نے خصوصی شرکت کی، بلکہ ان دونوں علماء کرام کی راہنمائی میں یہ پروگرام ہوا۔ مولانا عبدالغنی مدظلہ جو اس جامع مسجد کے خطیب ہیں نے وفد کا خیر مقدم کیا۔ یہاں بھی ۱۰؍ستمبر ۲۰۲۲ء کی کانفرنس کی دعوت دی گئی۔

جامع مسجد لوہارکے میں جلسہ: ۲۹؍جولائی عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد لوہارکے میں جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت قاری محمد قاسم ڈوگر پسروری نے کی۔ جلسہ میں کثیر تعداد میں مسلمانانِ علاقہ نے

شرکت کی۔اس جلسہ میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ، علماء کرام اور مشائخ عظام کی قربانیوں اور ان کی قربانیوں کے نتیجہ میں ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کا تاریخ ساز فیصلہ اوراس کی یاد میں پروگرام ہوا۔

جامع مسجد مدرسہ حیات القرآن پسرور: جامع مسجد و مدرسہ کے بانی مولانا قاری غلام فرید اعوان تھے، ان کے فرزند گرامی مولانا قاری محمد قاسم طاہر زیدمجدہ مسجد و مدرسہ کا نظم چلا رہے ہیں، بہت ہی صفائی پسند انسان ہیں رات کا آرام و قیام ان

حافظ محمد نواز کھروڑی کی رحلت

محسن المدارس حافظ محمد نواز کھروڑیؒ نے ۱۹۴۱ء میں نور محمد کے گھر میں کھروڑپکا میں آنکھ کھولی۔ اسکول میں داخل کیا گیا۔ ابتدائی کلاسوں کے بعد اسکول کو چھوڑ کر قرآن پاک کے حفظ میں مصروف ہوگئے مدرسہ حفظ القرآن کھروڑپکا کے بانی حضرت مولانا قاری امیر الدینؒ سمیت کئی ایک اساتذہ سے قرآن پاک حفظ کیا اور تحفیظ کے مدارس میں کئی ایک مقامات پر قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی تعلیم دیتے رہے۔ تنظیم اہلسنت پاکستان کے مرکزی دفتر نواں شہر ملتان میں ناظم دفتر کی حیثیت سے بھی کئی سال خدمات سرانجام دیں۔ان دنوں تنظیم اہلسنت پاکستان کا طوطی بولتا تھا۔ بڑے بڑے خطباء، حضرت علامہ دوست محمد قریشیؒ، حضرت مولانا سیّد نورالحسن شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا قائم الدین عباسیؒ، حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، مولانا عبدالعزیز بھٹیؒ، مولانا سیّد عبدالمجید ندیم شاہؒ، مولانا سیّد عبدالکریم شاہؒ، حضرت علامہ عبدالستار تونسویؒ کی صحبت نے انہیں کندن بنادیا، آپ کی دینی تعلیم واجبی سی تھی۔

تنظیم اہلسنت پاکستان دو حصوں میں تقسیم ہوئی۔ آپ حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، مولانا عبدالمجید ندیم شاہؒ کے دھڑے میں چلے گئے۔ علماء کرام کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ اور ہمارے مولانا عبدالغفور حقانی مدظلہ نے مجلس علماء اہلسنت بنائی تو آپ اب مجلس علماء کے مرکزی مبلغین میں شمار ہونے لگے۔صوم وصلوٰۃ کے پابند، ذاکروشاکر، خطیب وواعظ تھے، ذکر وفکر اور تہجد ونوافل پابندی سے ادا کرتے، ساری زندگی سادگی میں گزاردی، ایک شاپر میں ایک سوٹ ہوتا جب پہنے ہوئے کپڑے میلے ہوجاتے تو دوسرا سوٹ زیب تن فرماکر پہلے کو دھولیتے۔ آپ محسن المدارس کے نام سے مشہور تھے۔ چندہ مانگنا ایک فن ہے، وہ اس فن میں یکتا تھے۔ اکثر مدارس والے انہیں اسی مقصد کے لئے بلاتے، جب وہ کھڑے ہوتے تو مجمع دیکھ کر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوجاتا، کوئی ایک لطیفہ یا واقعہ سنا کر مجمع کو متوجہ کرلیتے، اپنے بیان میں لطائف اور گپ شپ سے چاشنی پیدا کرلیتے، جب چندہ کی اپیل کرتے تو سب اپنی جیب سے پیسے نکالتے، پھر اسٹیج پر بیٹھے ہوئے علماء کرام سے تبرکات لیتے پھر عوام سے مدرسہ یا مسجد کے لئے اپیل کرتے۔بخیل سے بخیل آدمی ان کی گفتگو سے متاثر ہوکر کچھ نہ کچھ دینے پر مجبور ہوجاتا۔اسی طرح مدارس کو ہزاروں روپے جمع کرکے دیئے اور اپیل کے وقت ایسی منظر کشی کرتے کہ گویا جنت و دوزخ سامنے ہیں۔۱۹۷۴ء کی تحریک میں جامعہ باب العلوم کھروڑپکا تحریک کا مرکز رہا ہے۔مورخ اسلام حضرت مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ، مولانا عبدالرؤف ربانی مدظلہ رحیم یار خان، مولانا عبداللطیف محمود کوٹی مدظلہ جامعہ کے طلبہ میں سے تھے۔ جنہوں نے علاقائی فضاء کو گرم کیا ہوا تھا۔ خانیوال کے محمد اسلم جلالیؒ خوبصورت انداز میں نعت پڑھ کر ماحول کو گرماتے۔اس وقت حافظ محمد نوازؒ اتنے مشہور نہیں تھے، ورکر کی حیثیت سے حصہ لیا ہوگا۔۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں اچھا بولنے لگ گئے تھے۔غرضیکہ ختم نبوت کے پروگراموں میں سعادت سمجھ کر حصہ لیتے۔ اللہ پاک نے بہت سی اولاد سے نوازا، ایک بیٹا عالم دین ہے، دیگر اولاد بھی دینی ماحول ہونے کی وجہ سے صوم وصلوٰۃ کی پابند ہے۔کئی دنوں سے ان کی بیماری کی خبریں گردش کررہی تھیں۔حسب استطاعت علاج ومعالجہ جاری رہا، تاآنکہ وقت موعود آن پہنچا اور ۲۱؍جولائی ۲۰۲۲ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی، ساری زندگی مصروف رہنے والی روح کو قرار آ گیا۔

معروف خطیب وادیب مولانا عبدالکریم ندیم مدظلہ جنازہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے امیر التبلیغ حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کی وفات کے بعد جب ان کی میت گھر پہنچی تو والدہ محترمہ نے فرمایا:’’محمد یوسف تو ساری زندگی مصروف رہا، قبر میں آرام ہوگا اور میدان محشر میں انعام‘‘ حافظ صاحب بڑے اخلاص کے ساتھ ساری زندگی مدارس کی خدمت میں مصروف رہے۔ان شاءاللہ العزیز! قبر میں آرام نصیب ہوگا اور میدانِ محشر میں انعام۔ اگلے دن عصر کی نماز کے بعد جمعۃ المبارک کے روز شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور دامت برکاتہم کی امامت میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں ہزاروں علماء کرام، مشائخ عظام، حفاظ، قراء، طلبہ اور عوام نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی اور ان کی میت کو کندھا دیا اور انہیں ’’جندپیر‘‘ کھروڑپکا ان کے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں، پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔آمین۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

کے حجرہ پر ہوا۔ صبح کی نماز کے بعد یکم محرم الحرام کو امام عدل وحریت، خلیفہ راشد، مرادِ مصطفیٰ، دامادِ مرتضیٰ سیّدنا فاروق اعظمؓ کی سیرت مبارکہ پر بیان ہوا۔

جامع مسجد پکی کوٹلی: قاری محمد یاسین صدیقی مدظلہ کی دعوت پر ۳۱/جولائی مغرب کے بعد بیان ہوا، مولانا عبدالباسط اور علامہ اویس نے خصوصی شرکت کی۔

جامع مسجد حیدر پسرور روڈ میں: یکم اگست بعد نماز مغرب راقم الحروف کا تفصیلی بیان ہوا، مذکورہ مبلغین علماء کرام نے خصوصی شرکت کی۔

جامع مسجد ملا کمال الدینؒ کشمیر محلّہ میں جلسہ: ملا کمال الدینؒ متوفی ۱۰۷۷ھ عظیم عالم دین اور بزرگ شخصیت تھے۔ ان کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ جن کی والدہ محترمہ سیالکوٹ سے تھیں، آپ نے کچھ عرصہ ملا کمال الدینؒ سے کسب فیض کیا۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ (ولادت ۹۶۸ھ وفات ۸/ربیع الاول ۱۰۶۸ھ) جو معروف عالم دین گزرے ہیں، وہ بھی ملا کمال الدینؒ کے شاگرد رشید تھے۔ انہیں کے دور کی بنی ہوئی جامع مسجد کئی سو سال گزرنے کے باوجود اسی آب وتاب کے ساتھ موجود ہے۔ یکم اگست عشاء کی نماز کے بعد راقم کا تفصیلی بیان ہوا۔ مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد عارف شامی، قاری عبدالباسط، علامہ اویس اور مولانا شرافت علی بھی شریک ہوئے۔

جامع مسجد نور چنوں موم میں درس: جامع مسجد نور چنوں موم کے بانی بھی حافظ عبدالرحمٰنؒ تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی مدظلہ نے اس کا نظم بھی سنبھالا ہوا ہے۔ ۲/اگست مغرب کی نماز کے بعد راقم کا بیان ہوا، بیان سے قبل تلاوت اور نعت پڑھی گئی۔ اس پروگرام میں بھی مولانا عبدالباسط کی رفاقت حاصل رہی۔ حافظ عبدالرحمٰن متحرک مسلکی عالم دین تھے۔ انہوں نے تین مقامات پر مساجد بنائیں، چنوں موم جس کا تذکرہ اوپر ہوا۔ پکی کوٹلی فتح گڑھ جس کا تذکرہ پہلے آچکا ہے۔ ایسے ہی اکبر آباد میں بھی آپ نے مسجد نور کے نام سے مسجد بنائی۔ اللہ پاک ان کی بنائی ہوئی تینوں مساجد کو قیامت تک آباد وشاداب رکھیں۔

جامعہ فاروقیہ چوک امام صاحب: جامعہ کا تذکرہ پہلے آچکا ہے۔ مولانا محمد انذر قاسمیؒ شہید کی حسین یادگار ہے۔ جس کا نظم شہید کے فرزند ارجمند مولانا حماد انذر قاسمی سلمہ چلا رہے ہیں، اس کی ایک اور شاخ جس کا نظم شہید کے برادر خورد قاری مصدق قاسمی چلا رہے ہیں۔ ۲/اگست کو عشاء کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت ونعت کے بعد محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تفصیلی بیان ہوا۔ جامعہ فاروقیہ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت کا مرکز رہا ہے۔

جامع مسجد الہدیٰ بٹر سیالکوٹ: ۳/اگست مغرب کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت قاری عبدالباسط نے کی۔ جبکہ علامہ اویس نے: ”اے رسول امین خاتم المرسلین تجھ سا کوئی نہیں“ حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ کا کلام پیش کیا۔ بعدازاں محمد اسماعیل شجاع آبادی کا مفصل بیان ہوا۔ جامع مسجد الہدیٰ کے بانی قاری محمد خلیل فاروقی تھے، جس کے والد گرامی مفتی حبیب اللہ فاروقیؒ فاضل دیوبند تھے۔ ۳/اگست کو مغرب سے عشاء تک جلسہ ہوا۔ جس میں کثیر تعداد میں حضرات نے شرکت کی یہاں بھی مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا شرافت حسین کی رفاقت رہی۔ ☆☆

امریکا.... ملعون سلمان رشدی چاقو حملے میں زخمی، ہیلی کاپٹر سے اسپتال منتقل

نیویارک (نیوز ڈیسک، اے ایف پی) امریکا میں ملعون سلمان رشدی پر چاقو کے وار سے حملہ، ملعون کو زخمی حالت میں ہیلی کاپٹر کے ذریعے اسپتال منتقل کردیا گیا ہے۔ سلمان رشدی ریاست نیویارک کے علاقے شوٹا کوامیں جیسے ہی ایک تقریب سے خطاب کے لئے اسٹیج پر پہنچا تو ایک شخص نے اس پر حملہ کردیا، پولیس نے تصدیق کی ہے کہ سلمان رشدی چاقو کے وار سے زخمی ہوا ہے تاہم اس کی حالت کے بارے میں نہیں بتایا گیا ہے۔ سلمان رشدی کی گردن پر زخم آیا ہے، عینی شاہدین کے مطابق حملے کے فوری بعد سلمان رشدی کو وہاں سے لے جایا گیا، جبکہ حملہ آور کو حراست میں لے لیا گیا ہے۔ حملے کے بعد اسٹیج پر ہی ملعون سلمان رشدی کو فوری طبی امداد فراہم کرنے والی ڈاکٹر ریتا لینڈ مین نے نیویارک ٹائمز کو بتایا کہ سلمان رشدی کے جسم پر چاقو کے متعدد زخم ہیں جبکہ گردن پر دائیں جانب ایک بڑا زخم موجود ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسٹیج پر حملے کے بعد رشدی کا کافی خون بہہ گیا تھا لیکن لوگ کہہ رہے تھے کہ نبض چل رہی ہے۔ نیویارک کے گورنر کیتھی ہوچل نے پریس کانفرنس کے دوران بتایا ہے کہ ملعون مصنف سلمان رشدی زندہ ہے۔ گورنر نے مزید کہا کہ سلمان رشدی کو اسپتال میں ضروری طبی امداد فراہم کی جارہی ہے اور حملہ آور کے حوالے سے مزید معلومات اکٹھی کی جارہی ہیں، سلمان رشدی کی گستاخانہ کتابوں پر پاکستان میں پابندی ہے جبکہ ایران کے آیت اللہ خمینی نے 1989ء میں رشدی کو واجب القتل قرار دینے کا فتویٰ دیا تھا، ملعون کئی عرصے سے روپوشی کی زندگی گزار رہا تھا۔ (روزنامہ جنگ کراچی، 13/اگست 2022ء)

زیر اہتمام
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ سیالکوٹ
چلو چلو سیالکوٹ چلو
ختم نبوت ﷺ کانفرنس
10 ستمبر 2022 بروز ہفتہ
بعد نماز مغرب
بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے ان شاء اللہ
ایمان افروز
پروقار روح پرور
زیر نگرانی
مولانا فقیر اللہ اختر
پروفیسر ڈاکٹر زاہد محمود نعمانی
انجمن اسلامیہ کمپلیکس ڈیفنس روڈ حاجی پورہ پل ایک سیالکوٹ
مفتی عصمت اللہ
مفتی محمد امجد مدنی
زیر صدارت
پیر طریقت رہبر شریعت ولی کامل فخر العلماء حضرت مولانا محمد ناصر الدین خان خاکوانی
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نقشبندی مجددی
زیر سرپرستی
خواجہ عزیز احمد
سید سلیمان یوسف بنوری
مہمانان خصوصی
صاحبزادہ خواجہ خلیل احمد
مولانا مفتی محمد حسن
زعمائے ختم نبوۃ
رابطہ کمیٹی
قاری طلحہ عثمان
کانفرنس میں ملک بھر سے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، دینی و سیاسی قائدین حضرات خطاب فرمائیں گے
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ نارووال
0333-8870916
0301-4672193
0307-4723775
نارووال سے قافلہ 4 بجے روانہ ہوگا